Aadil\Downloads\final -10-10-2022.inp 10/7/2022 11:22 PM PAGE 1 (1,1)

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72

مورخہ ۱۳؍ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۰؍اکتوبر ۲۰۲۲ء روز سوموار

شمارہ نمبر 38

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ یادوں کے چراغ، کتابوں کی دنیا
■ حکایات اہل دل
■ سیرت طیبہ کا پیغام عام مسلمانوں کے نام
■ مولانا سید شاہ محمد عثمان غنی
■ جہاں حجاب نہیں وہاں جمال نہیں
■ قصہ کانگریس کے صدر کے الیکشن کا
■ اخبار جہاں، تعلیم وروزگار، ملی سرگرمیاں

تبرکات

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

مولانا مفتی سید محمد عثمان غنیؒ

خالق کائنات اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان، بلند مرتبہ اور رفعت ذکر کا خود شاہد ہے۔اس کی شہادت کی تصدیق صرف صاحب عقل مخلوق ہی نہیں کرتی، بلکہ واقعات ومشاہدات بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ دنیا کے کروڑوں مسلمان اللہ کے ذکر کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں اور پڑھتے ہیں، آپ کے ذکر کو کلمہ طیبہ کا جزء بنا کر آپ کے ذکر کو مزید رفعت عطا ہوئی ہے، لاکھوں مساجد میں دن رات میں پانچ بار اذان اور پانچ بار اقامت میں آپ کا ذکر ہوتا ہے، التحیات اور درود میں آپ کا اسم مبارک آتا ہے، انبیاء کرام آپ کا ذکر کرتے رہے ہیں، فرشتوں میں آپ کا ذکر بلند ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہتا ہے، ہر وقت فرشتوں کی جماعت مسلمانوں کا صلوۃ وسلام خدمت نبوی میں پہنچاتی رہتی ہے ، مہذب اور شریف غیر مسلم بھی عزت واحترام سے آپ کا ذکر کرتے ہیں۔اس طرح **وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ** کی تصدیق ہر لمحہ ہوتی رہتی ہے اور ہوتی رہے گی اور یہ سلسلہ ابدالآباد تک جاری رہے گا۔

حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے تک اللہ تعالی نے دنیا کے ہر خطہ میں نبی ورسول مبعوث فرمایا ہے جن کی نبوت محدود ملک کے کسی خاص حصے قبائل وخاندان کے لئے ہوتی تھی۔تمام عالم اور سارے جہان کے لئے جو نبی ورسول بنا کر بھیجے گئے، وہ آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور اس طرح سارے عالم میں آپ کا ذکر بلند ہو رہا ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ آپ کی رسالت سارے عالم کے لوگوں کے لئے ہے اس لئے دنیا کے جس حصہ میں کوئی انسان رہتا ہے اس کا فرض ہے کہ آپ کی دعوت کو قبول کرے اور آپ کی رسالت پر ایمان لائے۔جس طرح اللہ تعالی شہنشاہ مطلق ہے اسی طرح آپ رسول مطلق ہیں اور آپ کی رسالت سارے عالم کے لئے ہے، آپ پر ایمان لانا تمام انبیا ومرسلین پر ایمان لانا اور ان کی کتابوں پر ایمان لانا ہے، کیونکہ آپ سب کے مصداق ہیں۔آپ سارے عالم کے رسول اپنے ہی وقت کے لئے نہیں، بلکہ ہمیشہ کے لئے ہیں جس طرح آپ کی رسالت آپ کے وقت میں سارے عالم کے لئے تھی، اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی سارے عالم کے لئے ہے اسی لئے آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہوا ہے، نہ آئندہ بھی ہوگا۔ جو آپ کے بعد مدعی نبوت ہو، وہ کذاب ہے۔ ہر صاحب عقل وشعور کا فرض ہے کہ وہ قرآن کا مطالعہ کرے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لا کر اپنی نجات کا سامان کرے۔

یہ رفعت ذکر ہی ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما الصلوۃ والسلام نے تعمیر کعبہ کرتے ہوئے اپنی اور اپنی ذریت کے لئے اللہ تعالی کی اطاعت وفرماں برداری کی دعا کے ساتھ ایک رسول کی بعثت کی بھی دعا فرمائی تھی۔اس دعاء کا مصداق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ کیونکہ حضرت اسمعیل کی اولاد میں آپ کے سوا کوئی نبی پیدا نہیں ہوا۔حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وہ ذات رفیع ہے جس کی بشارت تقریبا چھ سو سال ولادت باسعادت سے پہلے حضرت عیسی علیہ السلام نے سنائی تھی۔حضرت عیسی علیہ السلام نے جس طرح توریت کی تصدیق کر کے حضرت موسی کی تصدیق فرمائی ہے، اس طرح آخری رسول حضرت احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت وخوشخبری بھی سنائی ہے۔اللہ تعالی نے آپ کو سارے عالم کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اسی طرح آپ کو سارے عالم کے لئے رحمت بھی بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت رحمت للعالمین نے اپنی بعثت کے بعد اللہ تعالی کے احکام کے مطابق سارے عالم کے انسان کو حقوق انسانیت میں برابر کا حصہ دار قرار دیا اور فرمایا کہ تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔اس لئے ہر آدمی بحیثیت آدمی برابر ہے، کوئی کسی سے اونچا نیچا نہیں ہے، ذات پات اور خاندان کسی بلندی وپستی کا سبب نہیں ہے۔ بلکہ محض شناخت کا ایک ذریعہ ہے کہ لوگ جانیں کہ کون کس کا باپ کس کا بیٹا ہے۔اگر کسی کو کسی پر فوقیت حاصل ہے تو صرف اس کے اپنے ذاتی اوصاف، علم اور بلندی اخلاق کی بنا پر۔ چھوت چھات کو بھی اسلام نے ممنوع قرار دیدیا ہے، کیونکہ وہ مساوات انسانی کے خلاف اور شرف انسانیت کے لئے ایک داغ تھا۔ فقہ کی اسلامی کتابوں میں ہر انسان کے جوٹھا کو پاک قرار دیا گیا ہے۔

اتحاد اور قومی یکجہتی کی آواز بھی نبی امی رحمت للعالمین نے آج سے چودہ سو سال پہلے مکہ معظّمہ سے بلند کی۔انسان کو انسانیت کا درس دیا، غیر انسانی اعمال کی برائی بتائی، سیدھی راہ کی تلقین کی اور مل جل کر رہنے کی تعلیم دی۔جس کو ایک اقلیت نے قبول کیا؛ لیکن اکثریت نے مخالفت کی اور تیرہ سال تک حق وصداقت کی آواز بلند کرنے کے بعد جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں بھی آپ نے اسلام کی سیدھی راہ کی طرف لوگوں کو بلایا اور مدینہ کی ایک بڑی اکثریت نے اس راہ حق کو قبول کرلیا۔تو آپ نے وہاں کی ایک دوسری اکثریت یہود سے ایک معاہدہ کرلیا، جس میں مدینہ میں رہنے والے مسلمان ویہود کو ایک قوم قرار دیا اور وطن کی خدمت دونوں پر یکساں لازم قرار دی گئی۔ اور وطن کا دفاع دونوں پر فرض قرار دیا گیا اور اس طرح یکجہتی اور اتحاد نے عملی صورت اختیار کی۔اللہ تعالی نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کے ذریعہ جو احکام دیے ہیں، وہ چار قسم کے ہیں۔۱۔عقائد ۲۔عبادات ۳۔اخلاق ۴ معاملات۔ان میں سے عقائد وعبادات تو مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں لیکن اخلاق و معاملات کی وسعت مسلمان اور غیر مسلم سب کے لئے عام ہے۔

خرید وفروخت لین دین مسلمان مسلمان سے کرے، یا مسلمان غیر مسلم سے کرے، مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دونوں کے ساتھ یکساں دیانتداری کا سلوک کرے، کسی کے ساتھ بھی خلاف دیانت کوئی کام نہ کرے۔اسی طرح معاہدہ مسلمانوں کے درمیان ہو یا مسلمان اور غیر مسلمان کے درمیان دونوں کی پابندی یکساں فرض ہے۔خلاف معاہدہ کرنے پر وہ گنہ گار ہوگا۔ناجائز معاہدہ دونوں کے ساتھ ناجائز ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ کسی سے کوئی ناجائز معاہدہ نہ کرے۔اگر غلطی سے اس قسم کا معاہدہ ہو جائے تو اپنے معاہد کو اطلاع دیدے کہ اس طرح کا معاہدہ شرعا ناجائز ہے اس لئے میں نے توڑ دیا۔

عدل وانصاف بھی مسلمان اور غیر مسلم سب کے ساتھ یکساں فرض ہے۔ مذہب کی بنا پر کسی وجہ سے بھی عدل وانصاف میں تفریق نہیں کی جاسکتی، جو شخص تفریق کرے گا، وہ اسلامی احکام کے خلاف کرے گا اور گنہگار ہوگا۔ رشتہ داروں، پڑوسیوں، مظلوموں، فقیروں مسکینوں سب کے ساتھ اسلام صلح، رحم اور حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور غیر مسلم ہونے کے سبب ان کے ساتھ بدسلوکی کو جرم وگناہ قرار دیتا ہے، قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس کو بیان کیا گیا ہے۔ بخاری ومسلم کی ایک حدیث ہے:

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میرے پاس میری مشرکہ ماں آئی تو میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں آئی ہے اور وہ مجھ سے امداد کی خواہش مند ہے۔کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر۔حدیث میں ایک دعاء ہے جس کے متعلق روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد فرمایا کرتے تھے۔اے اللہ ہمارے رب اور ہر چیز کے رب میں گواہ ہوں کہ بیشک سارے بندے آپس میں بھائی ہیں۔

اس حدیث میں ہر انسان کو بھائی بھائی فرمایا گیا ہے، خواہ وہ کسی مذہب وقوم کا ہو اور صرف انسان ہی کے لئے ہمدردی اور حسن سلوک نہیں ؛ بلکہ اسلام کے نزدیک اللہ کی ہر مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور حسن سلوک ضروری ہے اور حدیث میں اللہ کی ہر مخلوق کو اللہ کا کنبہ قرار دیا گیا ہے۔ ہر مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔اللہ تعالی رب العالمین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں۔اس لئے ربوبیت الہی کی طرح آپ کی رحمت بھی وسیع ہے اور انسان وحیوان اور اللہ کی ہر مخلوق کے لئے عام ہے۔ جانوروں کو تکلیف دینے ان پر زیادہ بوجھ لادنے ان کو بھوکا رکھنے کی ممانعت ہے اور اس گناہ کے سبب عذاب جہنم کی وعید بیان کی گئی ہے۔ جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کے سبب جنت کی بشارت بھی حدیث میں آئی ہے۔ پھل دار درختوں کے کاٹنے کی بھی حدیث میں ممانعت ہے۔

اللہ تعالی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین بنایا ہے اس سے آپ کی صفات حسنہ اور بلندی اخلاق کا اظہار ہوتا ہے۔اللہ تعالی نے خصوصیت سے آپ کی بلندی اخلاق کو بھی قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور آپ کو محاسن اخلاق کے لحاظ سے بھی اپنی تمام مخلوق میں افضل واعظم فرمایا ہے۔اللہ تعالی نے آپ کو جس عظیم ترین فرض کے انجام دینے کے لئے مبعوث فرمایا ہے اس کا اقتضا بھی یہی تھا کہ اس کو مکارم اخلاق کے لحاظ سے بھی سب سے بلند اخلاق نبی کے سپرد کیا جائے۔اللہ تعالی اسی بلند اخلاقی کی شہادت دیتا ہے۔اللہ تعالی آپ کو پیدائشی بلند اخلاق سراپا رحمت، نرم خو، نرم دل بنانے کے باوجود ہر موقع پر مکارم اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔نرمی سے بولنے، مہربانی سے پیش آنے کی ہدایت کرتا ہے۔دوستوں کی غلطیوں کو معاف کردینے اور اللہ تعالی سے مغفرت چاہنے اور کاموں میں ان سے مشورہ کرنے کا حکم فرماتا ہے اور آپ کے محاسن اخلاق کے ذریعہ آپ کے دوستوں اور ساتھیوں کی عزت افزائی کر کے ان کے اخلاق کو بھی بلند فرماتا ہے۔(بقیہ صفحہ 11 پر)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

کسی کی پریشانی سے خوش مت ہوئیے

’’اگر تم لوگوں کو کوئی بھلائی حاصل ہو تو وہ ان کو ناگوار گذرتی ہے اور تم کسی تکلیف دہ بات سے دوچار ہو، تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں، اگر تم لوگ صبر اور تقویٰ سے کام لیتے رہو، تو ان کی سازش تم کو کچھ بھی نقصان نہیں پہونچا سکے گی، کیونکہ ان کے سارے کرتوت کو اللہ اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں‘‘ (سورہ آل عمران: ۱۲۰)

وضاحت: قرآن مجید نے صبر و تقویٰ کو ہر قسم کے مصائب و مشکلات کے لئے ایک موثر علاج کی حیثیت سے بیان فرمایا اور امت کو اس بات کی تلقین کی کہ اگر حالات ناسازگار ہو جائیں اور مخالفین نقصان پہونچانے کے درپے ہو جائیں تو اس وقت صبر و تقویٰ کے دامن کو مضبوطی سے تھام لو اور ہر حال میں اللہ سے لو لگائے رکھو، اگر تم نے اللہ پر پختہ یقین اور بھروسہ کر لیا تو تم کو دشمن کی چالیں ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہونچا سکیں گی، کیونکہ صبر و تقویٰ ایسا جامع لفظ ہے کہ اس میں اللہ سے تعلق اور ظاہری تدابیر دونوں شامل ہیں، اس لئے کہ جو ظاہری تدابیر اختیار کرکے اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ تعالیٰ دشمنوں کی سازشوں کو بے اثر اور ناکام فرما دے گا اور انہیں فتح و نصرت عطا کرے گا، بزرگوں نے لکھا ہے کہ جو شخص اپنی پریشانیوں اور مصیبتوں کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے، اللہ اس کو کبھی ضائع نہیں کرتا ہے۔

یہ ستم ظرفی کہئے یا جہالت و نادانی کہ بہت سے مسلمان بھائی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے ناگفتہ بہ حالات پر خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور بسا اوقات اپنے دکھ و تکلیف سے زیادہ دوسروں کے سکھ چین سے پریشان رہتے ہیں، یا اپنا سکھ دوسروں کے دکھ میں تلاش کرتے ہیں اور دشمنوں کے سُر میں سر ملاتے رہتے ہیں، ایسی بیمار ذہنیت رکھنے والے لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ مصیبتیں آج اگر دوسرے کے پاس آئی ہیں تو کل ہمارے پاس بھی آسکتی ہیں اور ہم بھی کسی ناگفتہ حالات سے دوچار ہو سکتے ہیں، اسی لئے ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر اظہار مسرت مت کرو، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرما دے اور تجھے اس میں مبتلا کر دے، تاریخ کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ جب فاتح فلسطین مرد مجاہد و جلیل حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی کی وفات ہوئی تو ایک ریاست کے حکمراں جن کا نام مورخین نے سیف الدین لکھا ہے، اس نے فرحت و مسرت کا اظہار کیا، اللہ نے ان کی سخت گرفت فرمائی اور زیادہ دنوں تک مہلت نہ دی، صرف دو ماہ کے اندر ہی وہ بڑی بے دردی سے قتل کر دئے گئے، اس طرح کے واقعات سے ہمیں عبرت لینا چاہئے اور کسی کے دکھ درد اور مصیبت و پریشانی کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے، یوں بھی کسی کلمہ گو فرد کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کی مصیبت پر جشن منائے اور خوشی کا اظہار کرے، اللہ سے ہر مسلمان بھائی کے لئے دعا کرنا چاہئے کہ اللہ رب العزت اس کو عزت و خوشحالی کی زندگی نصیب فرمائے، اگر ہم نے دوسروں کے لئے دعائے خیر کی تو اللہ تعالیٰ اس کے طفیل میں ہمارے مسائل کو بھی حل فرما دیں گے۔

مرحومین کے لئے صدقہ و خیرات کرنا بھی کار ثواب ہے

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا ہے اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ موت واقع ہونے سے پہلے کچھ بول سکتیں تو وہ ضرور کچھ صدقہ کرتیں تو اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کا ثواب ان کو پہونچے گا، اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں، پہونچے گا۔ (بخاری شریف)

مطلب: شریعت کا عام اصول یہی ہے کہ آدمی پہلے ان حقوق اور ذمہ داریوں کو ادا کرے، جن کا وہ ذاتی اور شخصی طور پر ذمہ دار ہے، اس لئے کہ کل قیامت کے دن سب سے پہلے اس کے ذاتی اعمال کے بارے میں باز پرس ہوگی، البتہ اگر ذاتی حقوق کی ادائیگی کے بعد کسی مرنے والے کی طرف سے صدقہ و خیرات کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب وصلہ اس مرنے والے کے ساتھ ساتھ صدقہ کرنے والوں کو بھی عطا فرمائیں گے۔

لہٰذا مرنے والوں کی خدمت اور ان کے ساتھ ہمدردی و احسان کا ایک طریقہ ان کے لئے دعاء مغفرت کے علاوہ یہ بھی ہے کہ ان کی طرف سے صدقہ و خیرات کیا جائے یا اسی طرح ان کی طرف سے دوسرے اعمال خیر کرکے ان کو ثواب پہونچایا جائے، اس سلسلہ میں کتب حدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے، بخاری شریف میں حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ کے انتقال کی تفصیل مذکور ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ کی والدہ کا انتقال ایسے وقت میں ہوا کہ خود سعد موجود نہیں تھے، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! میری غیر موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ ان کے لئے نفع بخش ہوگا، رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں، پہونچے گا، انہوں نے عرض کیا کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا باغ اپنی والدہ مرحومہ کے لئے صدقہ کر دیا، ایک دوسری حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے دادا نے زمانہ جاہلیت میں سو اونٹ قربانی کرنے کی نذر مانی تھی، ان کے بیٹے نے پچاس اونٹوں کی قربانی کر دی اور دوسرے بیٹے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے باپ ایمان لے آئے اور پھر تم ان کی طرف سے صدقہ کرتے تو یہ ان کے لئے نفع بخش ہوتا، ایک دوسری حدیث ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو تین چیزیں ایسی ہیں، جن کا اجر و ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے، صدقہ جاریہ، ایسا علمی کام جس سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہوں اور نیک و صالح اولاد جو ان کے لئے دعاء مغفرت کریں، ان روایات سے معلوم ہوا کہ اپنے مرے ہوئے رشتہ داروں کے لئے کوئی کار خیر کیا جائے تو اس کا اجر و ثواب میت کو پہونچتا ہے، آپ بھی اس طرح کے کار خیر میں حصہ لیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ نے جن کے لئے نیک کام کیا ہے اس کو ترقیات سے نوازیں گے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

بوقت نکاح یہ شرط لگائی کہ بیوی میکہ ہی میں رہے گی تو کیا حکم ہے؟

زید نے نابینا فاطمہ سے اس شرط پر شادی کی کہ فاطمہ ہی کے گھر رہیں گے، بعد عقد چند ایام سسرال میں رہا اور پھر اپنے اصل مکان چلا گیا، نابینا فاطمہ کے والدین نے بعد انتظار زید سے اپنے مکان پر رہنے کے متعلق کہا تو وہ وہاں رہنے سے انکار کر رہا ہے اور طلاق بھی نہیں دے رہا ہے۔ اب نابینا فاطمہ کے حق میں شریعت کی طرف سے کون سا طریقہ احسن ہوگا؟

الجوابــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نکاح ان عقود میں سے ہے جو شروط فاسدہ سے فاسد نہیں ہوتا اور نکاح صحیح ہو جاتا ہے البتہ شرط فاسد کا پورا کرنا لازم نہیں ہوتا۔ مذکورہ صورت میں بھی زید پر لازم نہیں ہے کہ وہ فاطمہ ہی کے گھر پر رہے، اب آپ لوگوں کو چاہئے کہ فاطمہ کو زید کے یہاں رخصت کر دیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبداللہ خالد مظاہری

شادی شدہ لڑکی پر والدین کی خدمت

کیا شادی شدہ لڑکی جو اپنے شوہر کے پاس سسرال میں رہتی ہے، اس پر بھی والدین کی خدمت و تیمار داری فرض ہے یا صرف خوشدامن و شوہر کی؟

الجوابــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر والدین بوڑھے ہوں، بیمار ہوں، اپنی لڑکی کے پاس جانے کی قدرت نہ رکھتے ہوں اور ان کے پاس دوسرا شخص خدمت کرنے والا نہ ہو تو لڑکی ہفتہ میں ایک مرتبہ اپنے والدین کے پاس جاکر ان کی خدمت کرے گی، شوہر منع نہیں کرسکتا ہے، اگر شوہر منع کرے گا تو اس کی اجازت کے بغیر بھی جاسکتی ہے، اس لئے کہ خدمت کے اعتبار سے والدین کا حق مقدم ہے، اپنے شوہر اور خوشدامن کی بھی خدمت کرے گی، البتہ خسر کی جسمانی خدمت سے احتراز ضروری ہے کیونکہ اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔

نوشہ کی گاڑی کو سجانا

بارات کے دن جس گاڑی پر نوشہ ہوتا ہے اس کو خوب سجایا جاتا ہے۔ جس پر ہزاروں روپئے صرف ہوتے ہیں، یہ سجاوٹ جائز ہے یا نہیں؟

الجوابــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

گاڑی کو سجانا فضول خرچی ہے اس لئے اس سے احتراز لازم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **ان المبذرین کانو اخوان الشیطین (بنی اسرائیل : ۲۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم** محمد جنید عالم ندوی قاسمی

بھوج کے بدلہ رقم لینا

کسی گاؤں میں سماجی طور پر خود ساختہ قانون کے ساتھ بوقت شادی لڑکے اور لڑکی والوں سے بھوج کے بجائے طے شدہ رقم وصول کرکے فنڈ میں جمع کی جاتی ہے، جس کے بعد وہ آزاد ہو جاتے ہیں کہ کسی کو بھوج کھلائیں یا نہ کھلائیں اور گاؤں والے بوقت ضرورت مثلاً بارات وغیرہ میں پوری طرح خدمت کرنے میں شرعی نقطہ نظر سے اس کا کیا حکم ہے؟

الجوابــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بوقت شادی لڑکے یا لڑکی والوں پر بھوج کھلانا ضروری نہیں ہے، اگر ان پر دباؤ ڈال کر یا قانون بنا کر ان سے بھوج کھایا جائے یا اس کے عوض کوئی رقم لی جائے تو وہ شرعاً حرام ہوگئی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم ایک دوسرے کا مال غلط اور ناجائز طریہ سے مت کھاؤ۔ (نساء: ۲۹) اسی طرح حدیث میں ہے کہ کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا اور اس کو استعمال کرنا حرام ہے۔ (سنن الدارقطنی کتاب البیوع ۲۶/۲) فقط۔

منکرات والی شادی میں شرکت

میرے ایک قریبی رشتہ دار کے یہاں شادی ہے جس میں بینڈ باجا، گانا اور ناچ وغیرہ کا نظم ہے۔ ایسی شادی میں میرے لئے شرکت جائز ہے یا نہیں؟

الجوابــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر آپ مقتدیٰ اور پیشوا ہیں یا آپ ان کے ایسے رشتہ داروں میں سے ہیں کہ آپ کے شریک نہ ہونے سے شادی والوں کو رنج ہوگا اور توقع ہو کہ وہ ان منکرات و فواحش سے باز آجائیں گے تو آپ شرکت نہ کریں، آپ کی شرکت ناجائز ہے، اور اگر آپ مقتدی اور پیشوا نہیں ہیں یا ایسے رشتہ دار نہیں ہیں کہ آپ کی عدم شرکت کی ان کو کوئی پرواہ ہوگی تو ایسی صورت میں ناجائز کاموں میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، البتہ جائز امور میں شرکت کی گنجائش ہے۔

واضح رہے کہ اس صورت میں بھی ناجائز امور کو روکنے کی کوشش حسب استطاعت ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں اس حدیث کو پیش نظر رکھنا چاہئے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے سامنے کوئی برائی ہو رہی ہو تو اگر تم اس کو ہاتھ سے روکنے کی استطاعت رکھتے ہو تو ہاتھ سے روکو، اگر زبان سے روکنے کی طاقت ہے تو زبان سے روکو اور اگر یہ بھی نہ ہو تو کم از کم دل میں برا سمجھو، اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلدنمبر 62/72 شمارہ نمبر 38 مورخہ ۱۳/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۰/اکتوبر۲۰۲۲ء روز سوموار

نمونۂ عمل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اس قدر کامل اور مکمل ہے کہ انسانی زندگی کے ہر موقع کے لئے اس میں نمونۂ عمل موجود ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم یتیم پیدا ہوئے ماں بھی صغرسنی میں چلی گئیں، دادا نے بھی رخت سفر باندھ لیا، ایسے میں یتیموں کیلئے بڑا اسبق یہ ہے کہ جب اللہ ظاہری سہارے چھین لیتا ہے تو حفاظت وتربیت سب کا سامان غیبی طور پر فراہم کردیتا ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بکریاں چرانے، باغوں کی سینچائی کرنے اور تجارت کے لئے باہر کا سفر ہمیں بتاتا ہے کہ رزق حلال کی طلب میں کسی کام کو چھوٹا اور حقیر سمجھنے کا کوئی جواز نہیں ہے، کوہ صفا پر چڑھ کر قولوا لا الہ اللہ تفلحوا کا اعلان بتلاتا ہے کہ پیغام رسانی کی جو شکلیں رائج ہوں ان کا استعمال کیا جاسکتا ہے، چالیس سال کی عورت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کرنا، بیوہ سے شادی کرنے اور عمر کے تفاوت سے فرق نہ پڑنے کا خیال ہمارے دل میں ڈالتا ہے، غار حراء کا قیام ذکر اللہ کے لئے وقت کو فارغ کرنے کی اہمیت کو بتاتا ہے مشرکین کی طرف سے راستے میں کانٹا بچھانے، جسم اطہر پر اوجھ ڈالنے، گلے میں پھندا لگانے اور طائف کی گلیوں میں اوباشوں کے پتھر کھا کھا کر لہولوہان ہونے کے باوجود دعوت حق کے لئے صبر وتحمل سے کام لینا امت کو مسائل ومشکلات کے وقت صبر وتحمل کا پیغام سناتا ہے، سفر معراج عروج آدم خاکی کی داستاں اور معجزات آپ کی حقانیت کی دلیل روشن ہے، ہجرت کی رات دشمنوں کے نرغے سے صحیح سلامت نکل جانا، بتاتا ہے کہ تدبیر اللہ کی کارگر ہوتی ہے اور وہ اچھی تدبیر کرنے والا ہے، راہ خدا میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان اور محبوب زمین کو چھوڑ کر مدینہ چلے جانا اللہ کے حکم پر جان ومال قربان کرنے کے جذبہ کی عملی تصویر ہے۔ حلف الفضول میثاق مدینہ اور صلح حدیبیہ مختلف اوقات کے اعتبار سے بقاء باہم کی حکمت عملی ہے، غزوات وسرایا حق کی سربلندی کے لئے سب کچھ قربان کردینے کے شوق فراواں کا مظہر اتم ہے، انتم الطلقاء کا اعلان دشمنوں کے ساتھ حس سلوک کی مثال اور فتح مکہ کے بعد اسلامی حکومت کا قیام، اقامت دین کی واضح اور اصولی شکل وصورت ہے، خلفاء راشدین، صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین، ازواج مطہرات، اہل بیت وغیرہ کی زندگیاں رجال سازی کا پیغام سناتی ہیں اور آپ کا دنیا سے چلے جانا بتاتا ہے کہ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، چاہے وہ محبوب رب العالمین ہی کیوں نہ ہوں، انسان جس حالت میں بھی ہو اس کے لئے آپ کی زندگی میں نمونۂ عمل ہے، مسلمان اس بات کو سمجھ کر عمل کی راہ میں آگے بڑھنا شروع کرے گا تو وہ ذلت وپستی کے موجودہ دور سے نکل جائے گا۔

اسقاط حمل پر سپریم کورٹ کا فیصلہ

جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ، جسٹس سوریہ کانت، جسٹس اے ایس بوپنا کی سہ نفری بینچ نے شادی شدہ، غیر شادی شدہ اور ریلیشن شپ یعنی بغیر شادی کے مردوں کے ساتھ رہنے والی عورتوں کو چوبیس ہفتے یعنی کم وبیش چھ (۶) ماہ تک محفوظ اسقاط حمل کی اجازت دیدی ہے، سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ ایم ٹی پی ایکٹ ترمیم شدہ ۲۰۲۱ء کی دفعہ ۳(۲) جی کے تحت سنایا، یہ قانون اصلا شادی شدہ خواتین کے اسقاط حمل سے متعلق ہے، لیکن عدالت کا کہنا تھا کہ غیر شادی شدہ عورتوں کو اس قانون سے الگ رکھنے کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے، ایسا کرنا آئین کے آرٹیکل ۱۴ر کے خلاف ہوگا، عدالت نے شوہر کے ذریعہ بیوی کی رضامندی کے بغیر جنسی تعلقات جسے قانون کی زبان میں ازدواجی عصمت دری کہا جاتا ہے کے نتیجے میں ٹھہرنے والے حمل کو بھی اس دائرہ میں لانے کی ضرورت پر زور دیا، اور ہدایت دی کہ حاملہ اگر نابالغہ ہو تو اس کے نام کی تشہیر بھی نہیں کی جاسکتی، پاکسوا یکٹ (POCSO ACT.2012) کے تحت اس کی پابندی بھی لازمی ہوگی۔

عدالت نے یہ فیصلہ ایک پچیس سالہ غیر شادی شدہ حاملہ عورت کی عرضی پر سنائی ہے، یہ لڑکی اپنے بوائے فرینڈ کے ذریعہ اپنی مرضی سے حاملہ ہوگئی تھی اور اسے تیئیس (۲۳) ہفتے، پانچ (۵) دن کا حمل تھا، جسے وہ ضائع کرانا چاہتی تھی، دہلی ہائی کورٹ نے اسے ایم ٹی پی ایکٹ سے باہر مانا تھا، لیکن سپریم کورٹ نے اسے ایم ٹی پی ایکٹ کے دائرے میں مان کر اسقاط حمل کی اجازت دو ڈاکٹروں کی ٹیم کے معائنہ کے بعد محفوظ اسقاط کی صورت میں دیدی۔

ایم ٹی پی (MEDICAL TERMINATION OF PREGNANC) ACT ۱۹۷۱ میں بنایا گیا تھا، ۲۰۰۳ اور ۲۰۲۱ء میں اس میں ترمیم کی گئی اور اسقاط حمل کی اجازت بیس (۲۰) ہفتہ سے بڑھا کر چوبیس (۲۴) ہفتے کر دی گئی جس کا مطلب ہے کہ چھ ماہ تک یہ غیر انسانی، غیر اخلاقی قتل، حمل کے دوران کیا جاسکتا ہے، یہ وہ مدت ہے جس میں بچہ میں روح پڑ جاتی ہے اور اس کے اعضاء تکمیل کے مرحلے سے گذر رہے ہوتے ہیں، بلکہ اسلام کی روشنی میں یہ بچہ اس قدر مکمل ہوجاتا ہے کہ وہ صحیح وسالم اس مدت میں پیدا ہوسکتا ہے، سات آٹھ ماہ کے اندر ولادت کے واقعات عجوبے کے درجے میں نہیں ہوتے، ایسے بچے عموما لاغر اور کمزور ہوتے ہیں، جن پر خصوصی نگہداشت کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور بس، بتانا صرف یہ ہے کہ چوبیس (۲۴) ہفتے میں بچہ ولادت کے مرحلہ سے بھی گذر سکتا ہے اور عقلی اعتبار سے اس کا اسقاط ایک بچے کے قتل کے دائرہ میں آنا چاہیے۔

عدالت کے اس فیصلے کی بنیاد عورت کی خود مختاری کے حقوق بالفاظ دیگر ''میرا جسم میری مرضی'' کے اصول پر مبنی ہے، اس طرح کی اجازت سے جنسی بے راہ روی بڑھے گی، کیوں کہ تعلق قائم کرنے والی عورت کو اسقاط حمل کی اجازت کی وجہ سے قانونی تحفظ حاصل ہوگا اور تعلق قائم کرنے والا مرد مطمئن ہوگا کہ اس پر بچے کی کوئی ذمہ داری نہیں آئے گی، کیوں کہ وہ دنیا میں آئے گا ہی نہیں۔

خواتین کے حقوق سے متعلق تنظیموں نے اس فیصلے کی ستائش کی ہے، پرینکا چترویدی نے اپنے ٹوئٹ میں لکھا کہ ہے ''سپریم کورٹ کے فیصلے کا خیر مقدم ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ ہر عورت کو اپنے جسم پر اختیار کا مساوی حق ہے، سپریم کورٹ نے تمام عورتوں کو برابر کا حق دیا ہے، سماج کو چاہیے کہ وہ عورتوں کے بنیادی حقوق، مساوات، پرائیویسی اور ان کے اپنے جسم کے تئیں حقوق کو سمجھے''۔

برابری کے اس حق کو تو وہ ممالک جن کے یہاں عورتوں کی آزادی کا تصور عام ہے، وہ بھی منظور نہیں کرتے، مغربی یورپ، افریقی اور ایشیائی چوبیس ممالک میں اسقاط حمل قابل سزا جرم ہے ابھی اسی سال ماہ جون میں امریکہ نے ۱۹۷۱ء کے اسقاط حمل قانون میں تبدیلی کرکے اسے ممنوع قرار دیدیا ہے جس کی وجہ سے اسقاط کا حق قانونی باقی نہیں رہا، امریکہ میں احتجاج اور مظاہروں کے بعد یہ حق ریاست کو دیدیا گیا ہے کہ وہ مقامی طور پر اس سلسلے میں کوئی فیصلہ لے جب اسقاط حمل کو وہاں قانونی حق حاصل تھا تو بھی زیادہ سے زیادہ تین ماہ تک اس حق کا استعمال کیا جاسکتا تھا، لٹن امریکی دیش السلواڈور میں حمل کے ضائع ہونے کی صورت میں عورت کو تیس (۳۰) سال تک کی سزا ہوسکتی ہے، انگلینڈ اور آئرلینڈ میں اسقاط عورت کا حق ہے، وہ اگر بچے کو آنے نہیں دینا چاہتی ہے تو اسقاط کرواسکتی ہے، لیکن جاپان میں اسقاط حمل اور مانع حمل دواؤں کے استعمال کے لئے بھی شوہر کی اجازت کی ضرورت ہے، کیوں کہ حمل میں پلنے والا بچہ صرف عورت کا نہیں، مرد کا بھی ہے اور پیدا ہونے کے بعد اسے والد کا نام ملے گا، اس لیے مرد کی اہمیت کو حمل میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، جن ملکوں میں اسقاط پر پابندی ہے، وہاں حمل میں پلنے والے بچے کے حقوق کی رعایت کی گئی ہے، کیوں کہ وہ بھی ایک روح ہے اور اسے بھی دنیا دیکھنے کا حق ہے، یہی اسلام کا موقف ہے اس لئے ہماری گذارش ہے کہ اس فیصلہ پر عدالت کو نظر ثانی کرنی چاہیے تاکہ ہر ایک کے حقوق کی رعایت ہوسکے۔

عدالت نے بغیر بیوی کی رضامندی کے جنسی تعلق کو بھی عصمت دری (ریپ) کے زمرے میں رکھنے کی ضرورت بتائی ہے، یہ رولنگ نہیں، فیصلے کا حصہ ہے، اس لیے نظیر کے طور پر آدھا کام تو ہوگیا، دوسرے آدھے کی تعیین اگلی سماعت میں ہو جائے گی، اس کی وجہ سے خواتین کی طرف سے شوہروں کو ہراساں کرنے اور خانگی تشدد کا بازار بھی گرم ہوسکتا ہے، اور خاندانی نظام درہم برہم ہوکر رہ جائے گا۔ اس فیصلے کا منفی اثر سماج پر پڑے گا۔

نظریہ ساز ادارے

امریکہ کا ایک شہر پرنسل پینا ہے، یہاں ایک ادارہ لورڈ انسٹی چیوٹ آف یونیورسٹی گلوبل گولڈ، ''تھنک ٹینک'' سے متعلق سروے کرکے اعداد وشمار جاری کرتا ہے اس کے مطابق امریکہ تھنک ٹینگ نظریہ ساز ایجنسی کے اعتبار سے پہلے نمبر پر ہے ،اس کے یہاں اٹھارہ سوا کہتر نظریہ ساز ادارے ہیں، ہندوستان میں چین سے زیادہ تھنک ٹینک ہیں، ایک سال میں یہ تعداد دوسو ترانوے سے بڑھ کر پانچ سونو ہوگئی ہے، درجہ بندی میں شروع کے دس میں ہندوستان اور چین کے ایک بھی نظریہ ساز ادارے نہیں ہیں، چین اس سروے کے مطابق ہندوستان کے مقابلے صرف دو عدد پیچھے ہے، یہاں تھنک ٹینک کی تعداد پانچ سوسات ہے۔ کارکردگی کے اعتبار سے امریکہ کا بڑا اکنکشن انسٹی چیوشن اول، فرانس کا انٹرنیشنل ریشنس دوسرے اور امریکہ کا کارنگی انڈ ومنٹ فار انٹرنیشنل پیس تیسرے نمبر ہے۔

اس طرح کے تھنک ٹینک یعنی نظریہ ساز ادارے سماجی، سیاسی، معاشی، دفاعی، تہذیب وثقافت اور سائنس کے میدان میں قابل عمل طریقوں پر غور وفکر کرتے ہیں، انہیں آپ تحقیقاتی اداہ بھی کہہ سکتے ہیں، یہ ادارے تجارتی نقطۂ نظر سے کام نہیں کرتے، خالص عملی بنیادوں پر مسائل وحالات کا تجزیہ کرتے ہیں، ان کی اہمیت کے پیش نظر امریکہ میں ان اداروں کو ٹیکس میں چھوٹ دی جاتی ہے۔ بعض ممالک میں سرکاری طور پر ان کی مالی مدد بھی کی جاتی ہے، ان اداروں کی تحقیقات کے نتیجے میں ہر میدان میں منصوبہ بندی آسان ہوتی ہے، آر اس اس کا تھنک ٹینک مشہور ہے، ہندوستان میں انسٹی چیوٹ آف انجکٹیو اسٹڈیز کا شمار مسلمانوں کے تھنک ٹینک کے طور پر کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ اور بھی کئی ادارے اپنے اپنے انداز میں کام کررہے ہیں، اس کے باوجود مسلمانوں کے مسائل ومشکلات کے سروے اور تجزیہ کے لیے نظریہ ساز اداروں کی کمی ہے، حالانکہ یہ بڑا اہم اور مفید کام ہے، تھنک ٹینک کی کمی سروے کرنے والی ایجنسیاں دور نہیں کرسکتیں، اس کے لیے گہرائی کے ساتھ مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے، جبکہ سروے کرنے والی ایجنسیاں گھر بیٹھے اعداد وشمار فراہم کرانے میں مہارت رکھتی ہیں۔

مولانا محمد عثمان غنیؒ سمینار

اردو صحافت کے دوسو سال پورے ہونے پر امارت شرعیہ کے ''جریدہ امارت ونقیب'' کے سابق مدیر اور سابق ناظم ومفتی مولانا محمد عثمان غنیؒ کی حیات وخدمات پر سمینار کی تیاری آخری مرحلے میں ہے، المعہد العالی امارت شرعیہ کے سمینار ہال (قاعۃ المحاضرات) میں یہ سمینار ۱۳/اکتوبر۲۰۲۲ء کو منعقد ہوگا، جس کی صدارت مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ فرمائیں گے، سمینار میں حضرت نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی کی بھی باوقار شرکت ہوگی، صوبہ بہار کے نامور اہل قلم مولانا محمد عثمان غنیؒ کے احوال وآثار، دینی، ملی وسماجی خدمات، ان کی صحافت، امارت وجمعیت کی نظامت، ان کے دانشورانہ شعور، بہار کی اردو تحریک میں ان کی حصہ داری، ان کا اسلوب نگارش، اصلاح معاشرہ کے لیے ان کی جد وجہد، ان کے مضامین ومقالات اور مطبوعہ کتابوں کے تحقیقی وتنقیدی جائزے پر مشتمل علمی وتحقیقی مقالے پیش کریں گے، سمینار کی تیاری آخری مرحلے میں ہے، دعوتی خطوط ارسال کیے جارہے ہیں، با ذوق حضرات بغیر دعوت نامہ کے بھی تشریف لاسکتے ہیں۔ نقیب کے اس شمارے میں کئی مضامین ان سے متعلق دیے جا رہے ہیں، یہ مضامین قدیم ہیں، جوان کے ہم عصروں نے ان کے بارے میں لکھے، خود مولانا محمد عثمان غنیؒ کا ایک مقالہ ''رفعت ذکر'' کے عنوان سے المجیب میں چھپا تھا، ربیع الاول کی مناسبت سے ان کے اس مضمون کی تلخیص، بھی تبرکات کے طور پر پیش کی جارہی ہے، مولانا کی حیات وخدمات پر نقیب کے سابق ایڈیٹر جناب شاہد رام نگری کا ایک مضمون یادوں کے چراغ میں موجود ہے، ایک مختصر مضمون مولانا مرحوم کے صاحب زادہ مولانا سید نعمان غنی دیوروی کا بھی اس شمارہ میں جارہا ہے، سمینار میں جو مقالات پڑھے جائیں گے، بڑوں کے مشورے سے اس کی اشاعت کی شکل بھی نکالی جائے گی، فی الوقت تو قند مکرر اور گاہے گاہے باز خواں کے حوالہ سے ان مضامین کا مطالعہ کریں، اس سے مقالہ نگار بھی ہمارے ذہن میں زندہ ہوں گے اور مولانا کی ہمہ جہت خدمات کے کئی گوشوں سے ہمیں واقف ہونے کا موقع ملے گا۔

rs\Aadil\Downloads\final -10-10-2022.inp 10/7/2022 11:22 PM PAGE 4 (1,1)

یادوں کے چراغ ✍: سید نعمان غنی دیوروی

سایۂ شفقت اٹھ گیا

والدین کا سایہ اللہ کی بہت بڑی رحمت ہے، بدقسمتی سے والدہ کا سایہ شفقت ۱۹۵۱ء میں چھن گیا، اور اب ۸/دسمبر ۱۹۷۷ء کو والد رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت سے محرومی ہوگئی، غم والم کا ایک سایہ سامنڈلا رہا ہے، دِل ودماغ اس قابل نہیں کہ آپ پر تفصیلی تحریر لکھ سکوں، مختصر چند باتیں سپرد قلم کررہا ہوں، والد رحمہ اللہ کم سخن تھے، گفتگو میں وقار اور متانت جھلکتا تھا، چہرہ ہروقت مسکراتا ہوا معلوم ہوتا تھا، گھر میں سب سے یکساں محبت کرتے تھے، اور تمام ملنے والوں سے بڑی ہمدردی اور گرمجوشی سے پیش آتے تھے، تقریباً ہروقت چائے کا دور چلتا رہتا تھا۔

کئی ماہ سے علیل تھے، لوگ عیادت کو آتے رہتے تھے، ایک بار جناب شفیع صاحب تمنائی عیادت کو تشریف لائے، آپ نے فرمایا آپ کو چائے پلاؤ، اس پر شفیع صاحب نے فرمایا حضرت یہ چائے کا کیا موقع ہے، آپ نے فرمایا حضرت امام مالکؒ جب بیمار پڑے تو جو لوگ عیادت کو آتے سب کو اپنے سامنے کھانا کھلایا کرتے تھے، یہاں تک کہ آخری وقت تک یہی سلسلہ جاری رہا۔

عیادت کے سلسلہ میں جناب عبدالرب صاحب نشتر تشریف لائے اور کافی دیر تک بیٹھے ہم لوگ کھانا کھارہے تھے، آپ نے فرمایا آپ کو بھی کھانا کھلاؤ، کھانے سے فراغت کے بعد جب نشتر صاحب نے فرمایا حضرت کچھ تعلیم دیجئے، آپ نے فرمایا صرف اللہ پر توکل کیجئے۔ عیادت کے سلسلہ میں پھلواری کے ایک صاحب تشریف لائے، آپ اس وقت بڑی بے چینی میں تھے، انہوں نے فرمایا میرے ذمہ آپ کی کچھ رقم ہے، ادا نہیں کرسکتا، اس کو معاف کردیجئے، آپ نے فرمایا: معاف، معاف، معاف۔

بیماری کے سلسلہ میں اپنے پوتے عمران غنی سلمہ سے فرمایا کہ تمہارے یہاں کوئی آئے تو اس سے خوش ہوکر ملو، اس کو اچھی طرح بٹھاؤ اور اس کو خوب کھلاؤ، پلاؤ، آپ نے روپیہ پیسہ کی طرف کبھی توجہ نہ دی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی اچھی خاصی جائیداد خراب ہوگئی، دیوبند سے فراغت کے بعد فوراً ہی آپ امارت شرعیہ میں آگئے، اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۲۶/سال کی تھی، یہاں نظامت، ادارت اور افتاء کی ذمہ داریاں سپرد ہوئیں۔

دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے اور شیخ الہندؒ اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی صحبت سے آپ انگریزوں کے زبردست مخالف بن گئے تھے، اسی لئے ہندوستان کی آزادی کی جنگ میں کانگریس کے پکے حامی تھے، آپ کانگریس کے باضابطہ رکن بھی رہے تھے، ہم خیال اور حامی ہونے کے باوجود آپ نے کبھی کانگریس کی اندھی تائید نہیں کی، بلکہ جہاں کانگریس حکومت نے اسلام یا مسلمانوں کے خلاف کوئی کاروائی کی، آپ نے دلیرانہ اس کے خلاف اداریہ لکھا، ۱۹۵۷ء کے الیکشن میں آپ بہار کی کانگریسی حکومت کے خلاف کھل کر میدان میں آئے اور حکومت کی ظالمانہ، مجرمانہ اور بے انصفانہ کاروائیوں کے خلاف ایک تفصیلی بیان دیا، اس بیان نے ارباب حکومت اور حامیان کانگریس کے محل میں ایک زبردست زلزلہ پیدا کردیا۔

مجھے یاد ہے کہ وزیر اعلیٰ بہار شری کرشن سنہا کی مرضی سے کچھ خاص لوگ آپ کے پاس وزیر اعلیٰ کی حمایت میں بیان لینے کے لئے کئی بار آئے، مگر آپ نے فرمایا میں نے اپنے حالیہ بیان میں جو کچھ کہا ہے اس کی ذمہ داری بالواسطہ وزیر اعلیٰ پر عائد ہوتی ہے، اس لئے میں وزیر اعلیٰ کی حمایت میں بیان نہیں دے سکتا، آپ کے اس بیان پر ایک بڑے طبقہ نے آپ کی اس ایماندارانہ جرأت پر مبارکباد دی تھی۔

تحریر سادہ ہوتی تھی، لیکن اس میں دلائل وبراہین ہوتے تھے، امارت شرعیہ کی نظامت کے دور میں دین کی بابانگ دہل اشاعت کی، جریدہ امارت کے اداریہ کے ذریعہ حکومت اور ہر اس بڑی سی شخصیت کے خلاف کو جس نے بھی دین اور مسلمانوں کے خلاف ذرا بھی کچھ کیا یا کہا، اس کے خلاف لکھنے میں کبھی بھی پس وپیش نہیں کیا، اور نہایت جرأت وبے باکی سے اس کے خلاف احتجاج بلند کیا، اپریل ۱۹۲۶ء میں آرا رائٹ اور اگست ۱۹۲۷ء میں بتیا رائٹ پر حکومت اور پولس کے خلاف دلیرانہ اداریہ لکھا اور دونوں بار آپ پر حکومت نے مقدمہ چلایا، فقہ پر آپ کی گہری نظر تھی، آپ نے ہزاروں فتاویٰ کے جواب دیئے ہیں، اسکول کی تواریخ کی کتابوں کی غلطیوں پر مسلسل مضامین تحریر فرمایا اور حکومت کو توجہ دلائی، ہندوستانی ترانہ کے سلسلہ میں آپ نے حکومت اور مسلمانوں کو شرعی مسئلہ سے واقف کرایا، اردو کے سلسلہ میں پٹنہ میں جب دھرنا دیا گیا تو ضعیفی کے باوجود اس میں شریک ہوئے اور گرفتار کئے گئے۔

ایمرجنسی کے سیاہ دور میں جب کہ ہر شخص کی زبان بند کردی گئی تھی اور نس بندی کو لازمی قرار دیکر ظلم وستم اور قتل وغارتگری کا بازار گرم تھا اس وقت نس بندی کی حمایت میں کتابچہ شائع ہورہے تھے، ریڈیو سے اعلانات ہورہے تھے، اس وقت سارے ہندوستان سے پہلے لازمی نس بندی کے خلاف تحریر لکھنے میں آپ ہی نے سبقت کیا تھا اور آپ نے دکھا دیا کہ ایماندار آدمی حکومت کے خلاف کس طرح آواز بلند کرسکتا ہے، آپ کی تالیف میں مقدمہ بازی، اسلامی روایات، ترک مواصلات، قطع رحم، خون کے آنسو، جرم پذیر، اور سیرت میں بشریٰ ہے۔

کتابوں کی دنیا ✍: مولانا شمیم اکرم رحمانی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

مدارس اسلامیہ اور عصری تقاضے۔ ڈاکٹر حفظ الرحمٰن کی قابل ستائش کاوش

تعلیم کی اہمیت مسلم ہے، کم از کم اس دور میں تو تعلیم کی اہمیت سے انکار کی گنجائش بالکل نہیں ہے، ہر فرد حتی کہ سماج کا جاہل بھی نہ صرف علم کی اہمیت سے آشنا ہے؛ بلکہ سماج کو پڑھا لکھا دیکھنا چاہتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ خود بھی اپنے بچوں کو پڑھاتا لکھاتا ہے، اور بسا اوقات بڑی دشوار گزار راہوں پر چل کر تعلیم یافتہ بناتا ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ علم کی اہمیت پر پوری انسانی آبادی کا اتفاق ہے، لیکن کون سے علوم حاصل کئے جائیں، علم کی کتنی قسمیں ہیں، نصاب علم کیا ہونا چاہیے، مدارس کے موجودہ نظام کو کیسے زیادہ موثر اور ملت کے استحکام کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے، یہ وہ سوالات ہیں جو لمبے عرصے سے نہ صرف اٹھائے جارہے ہیں؛ بلکہ مختلف انداز سے ان کے جوابات بھی دیئے جارہے ہیں، لیکن دقت یہ ہے کہ سوالات وجوابات کے اس حسین سلسلے سے عام طور پر وہ قابل احترام لوگ غائب ہیں جن کی موجودگی زیادہ کارآمد ثابت ہوسکتی ہے، ان کی فکر میں اب تک وہ تبدیلی نہیں آئی ہے جس کی توقع کی جارہی ہے، اس کے معنی یہ ہوئے کہ ابھی اور زیادہ لکھنے، بولنے، سمجھنے اور سمجھانے کی ضرورت ہے، زیر نظر کتاب "مدارس اسلامیہ اور عصری تقاضے" اسی ضرورت کی تکمیل کی قابل قدر کاوش ہے، جس کے لئے مصنف کتاب جناب ڈاکٹر حفظ الرحمٰن صاحب مبارکبادیوں اور حوصلہ افزائیوں کے بجاطور پر مستحق ہیں۔

مورخہ 12 /ستمبر 2022 کی بات ہے، مجھے مصنف کتاب جناب ڈاکٹر حفظ الرحمٰن صاحب سے ملاقات کا موقع ملا، وہ اپنے ساتھ یہ کتاب بھی لے کر آئے تھے سو انہوں نے مجھے عنایت کی اور کتاب میرے پاس آگئی، کتاب کا تذکرہ سوشل میڈیا کے واسطے سے پہلے ہی سن چکا تھا اور جس موضوع پر اس کتاب کی تصنیف عمل میں آئی ہے وہ موضوع اہم بھی تھا اور پسندیدہ بھی، لہذا میں نے شوق کے ہاتھوں سے کتاب اٹھائی، پہلی کتاب جو زیر مطالعہ تھی اسے چھوڑ کر اس کتاب کا مطالعہ شروع کردیا اور الحمدللہ فاضل مصنف کی خواہش کے مطابق بالاستیعاب مطالعہ کرلیا، دوران مطالعہ واضح طور پر احساس ہوا کہ مصنف نے اپنی اس کتاب میں انصاف کے ساتھ نہ صرف حقائق کا جائزہ لیا ہے؛ بلکہ ایسی تجویزیں بھی پیش کی ہیں جو فی الواقع قابل عمل ہوسکتی ہیں، انہوں نے نصاب تعلیم کا ایک خاکہ بھی پیش کیا ہے جس سے اختلاف کی گنجائش ہے، لیکن میرا احساس ہے کہ ان کے ذریعے پیش کردہ نصاب تعلیم کے خاکے کو آنے والے دنوں میں نظر انداز نہیں کیا جاسکے گا، ان کے ذریعہ پیش کردہ نصاب تعلیم کا تصور در اصل درس نظامی میں ضروری جزوی تبدیلی اور تخصصات کے کچھ نئے شعبوں کے قیام سے پورا ہوسکتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ کام بھی آسان نہیں ہے، اسی لئے انہوں نے زمین پر اتارنے میں پیش آنی والی دشواریوں کو حل کرنے کے طریقے بھی بتائے ہیں اور کچھ قابل قدر تجاویز بھی پیش کی ہیں۔

مصنف نے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے (1) نصاب تعلیم (2) مشورے اور گزارشیں۔ کتاب کے دونوں حصے کئی اہم ذیلی عناوین پر مشتمل ہیں پہلے حصے میں "موجودہ علمی تحدیاں اور مدارس اسلامیہ، مشترکہ تعلیمی لائحہ، تخصص فی السیاسہ، تخصص فی الاقتصاد، تخصص فی الاجتماع" کے عناوین قائم کئے گئے ہیں جبکہ دوسرے حصے میں "انگریزی اساتذہ کی قلت کا مسئلہ، فارسی کتب سے استفادہ میں مشکلات، انگریزی داں علماء اور مدارس ومساجد، نصاب میں تبدیلی کے مثبت اثرات، اتحاد ملت اور ملت اسلامیہ، ہماری ترجیحات میں تبدیلی ضروری، مدارس اسلامیہ اور عصری تعلیم، اسلامی اقامت خانہ کا قیام، دینی واخلاقی تربیت، مدرسہ ومسجد کی نام گزاری" کے عناوین قائم کئے گئے ہیں اور تمام عناوین کے تحت بیش قیمت مواد کو خوش اسلوبی، سادگی، دردمندی اور معروضیت کے ساتھ سپرد قرطاس کیا گیا ہے جو دلوں پر اثر انداز ہوتا ہے، پوری کتاب میں کہیں طعن وتشنیع کے تیر بھی نہیں چلائے گئے ہیں، جیسا کہ اس موضوع پر لکھنے والے عام طور پر چلاتے ہیں، بلکہ نہایت سنجیدگی، متانت اور احتیاط کے ساتھ گفتگو کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مصنف نے اس کتاب میں لسان قوم کی ضرورت پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے اور ایک جگہ سہ لسانی فارمولہ بھی پیش کیا ہے جس کے تحت عربی، اور انگریزی کے ساتھ مقامی زبان کی تدریس کو ضرورت کا حصہ بتایا ہے جس سے مجھے بھی اتفاق ہے؛ البتہ انہوں نے فارسی کو مکمل نظر انداز کردیا ہے حالانکہ فارسی زبان کی ابتدائی تعلیم برصغیر کی کئی زبانوں کے لیے مددگار ثابت ہوتی ہے، لہذا طلبہ اور علماء کے لئے فارسی سے نامانوسیت کسی بھی حال میں مناسب نہیں ہے، اسی طرح مصنف نے دعوتی اہداف کو سامنے رکھ کر گفتگو کرتے ہوئے مدارس کو چینی، فرنچ اور سنسکرت زبانوں کی تدریس کے لئے خصوصی انتظام کا مشورہ دیا ہے جس کی ضرورت سے اس لئے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اسلام ایک عالمی مذہب ہے لیکن فی الوقت اس پر عمل بظاہر ناممکن ہے، اس لئے کہ مدارس کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں، ہاں مستقبل کے وسیع تر مقاصد کو سامنے رکھ کر اس حوالے سے کوئی لائحہ عمل طے کیا جاسکتا ہے۔

بلاشبہ موضوع کے اعتبار سے یہ کتاب کوئی نئی چیز نہیں ہے، اس لئے کہ نصاب تعلیم اور نظام تعلیم ایسے عناوین ہیں جو گزشتہ ڈیڑھ صدیوں سے بہت زیادہ موضوع بحث بنے ہوئے ہیں، لیکن یہ سچائی ہے کہ کتاب کے مشمولات میں کچھ چیزیں بہت اہم اور نئی ہیں جو نہ صرف مصنف کے تخلیقی ذہن اور وسعت فکر کی آئینہ دار ہیں، بلکہ زمین پر اتر کر بہترین، مثبت اور دوررس اثرات مرتب کرنے کی استعداد رکھتی ہیں، یہ کتاب کم از کم ان تمام لوگوں کو ضرور پڑھنا چاہیے جو تعلیم کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور اس میدان میں کچھ کام کررہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب نہ صرف اصلاح نصاب کی بحث کو آگے بڑھانے میں ممد ومددگار ثابت ہوگی؛ بلکہ خوشگوار تعلیمی تبدیلی کے لئے سنگ میل بھی بنے گی ان شاءاللہ۔

پوری کتاب دوسو صفحات پر مشتمل ہے، دوسرے صفحے پر کتاب کی قیمت 300 روپے درج ہے لیکن ابھی رعایتی قیمت 200 روپے میں مل سکتی ہے جیسا کہ مصنف نے مجھ سے کہا ہے، مصنف کا رابطہ نمبر: 9990457104، بھی کتاب کے اسی دوسرے صفحے پر موجود ہے اوران سے بات کی جاسکتی ہے۔

اس کے علاوہ دو اداروں "مرکز المعارف حضرت بشارت کریم، احاطہ کریمیہ، مقام وڈاک خانہ گڑھول شریف، وایا بدھ نگرہ، ضلع سیتامڑھی، اور مدرسہ اسلامیہ بحرالعلوم، کٹائی پوسٹ اپھرولی، ضلع مظفر پور" کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں جہاں سے یہ کتاب لی جاسکتی ہے، دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مصنف کے لئے دونوں جہاں کی سرخروئی کا ذریعہ بنائے۔

\Aadil\Downloads\final -10-10-2022.inp 10/7/2022 11:22 PM PAGE 5 (1,1)

حکایات اہل دل

: مولانا رضوان احمد ندوی

دوسروں کا حق مارنا، جائز نہیں

حضرت جبلہ بن سحیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی حکومت کے زمانے میں ہمارے اوپر قحط پڑا، قحط کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے کھانے کے لئے کچھ کھجوریں عطا فرمادیں، جب ہم وہ کھجوریں کھارہے تھے، اس وقت حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہمارے پاس سے گذرے، انہوں نے ہم سے فرمایا کہ دو دو کھجوریں مت کھاؤ، اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دو دو کھجوریں ایک ساتھ ملاکر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ دو دو کھجوریں ایک ساتھ ملاکر کھانے کو عربی میں قران کہتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے منع فرمایا کہ جو کھجوریں کھانے کے لئے رکھی ہیں، ان میں سب کھانے والوں کا برابر مشترک حق ہے، اب اگر دوسرے لوگ تو ایک ایک کھجور اٹھا کر کھارہے ہیں اور تم نے دو دو کھجوریں اٹھا کر کھانی شروع کردیں تو اب تم دوسروں کا حق ماررہے ہو اور دوسروں کا حق مارنا جائز نہیں، البتہ اگر دوسرے لوگ بھی دو دو کھجوریں کھارہے ہیں تب تم بھی دو دو اٹھا کر کھالو، تو صحیح طریقہ یہ ہے کہ جس طرح دوسرے لوگ کھارہے ہیں تم بھی اسی طریقے سے کھاؤ، اس حدیث سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ دوسروں کا حق مارنا جائز نہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الاطعمة، باب القران فی التمر، حدیث نمبر ۵۴۴۶)

عدل پروری کی نادر مثال

اسپین کا اموی خلیفہ الحکم بڑا عادل اور منصف مزاج تھا، ایک مرتبہ الحکم کے محل کی توسیع کی گئی تو اس میں ایک غریب بیوہ کی جائداد بھی آگئی اس سے کہا گیا کہ اپنی جائداد کی معقول قیمت لے لو مگر بیوہ رضامند نہ ہوئی، جبراً یہ زمین لے کر محل میں توسیع کرادی، عورت نے قاضی کے سامنے استغاثہ پیش کیا، قاضی نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ میں انصاف سے کام لوں گا۔

جس دن خلیفہ الحکم پہلے پہلے محل کے معائنہ کے لئے آیا تو قاضی صاحب ایک گدھا اور خالی بورا لے کر پہنچ گئے الحکم سے ملاقات ہوئی تو قاضی نے کہا امیر المومنین مجھے اس زمین کی مٹی چاہئے، اگر اجازت ہو تو لے لوں، خلیفہ نے ہنس کر اجازت دے دی، قاضی صاحب نے اچھی طرح بورا مٹی سے بھرلیا اور خلیفہ سے بورے کو گدھے پر رکھنے میں مدد کی درخواست کی، خلیفہ قاضی کی اس حرکت کو صرف مذاق سمجھ رہا تھا، اس لئے قاضی کی اعانت کے لئے آگے بڑھا اور دونوں بورا اٹھانے لگے، مگر وزن زیادہ تھا اس لئے بورا نہ اٹھا سکا اور خلیفہ ہانپ گیا، قاضی صاحب نے کہا امیر المومنین اس بوجھ کو آپ اٹھا نہ سکے تو قیامت کے روز یہ بڑھیا کی زمین جسے ضبط کرلیا گیا ہے کس طرح اٹھائیں گے، کیوں کہ خدا کے سامنے وہ بڑھیا ضرور دعویٰ کرے گی، الحکم یہ سن کر رونے لگا اور حکم دیا کہ محل کا وہ حصہ مع ساز وسامان بڑھیا کو دے دیا جائے۔

کاموں کی تین قسمیں

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جتنے بھی کام ہیں، وہ تین قسم کے ہیں، ایک وہ ہیں، جن میں کچھ نفع اور فائدہ ہے، چاہے دین کا فائدہ ہو یا دنیا کا فائدہ ہو، دوسرے وہ کام ہیں، جو مضرت والے اور نقصان دہ ہیں، ان میں یا تو دین کا نقصان ہے۔ یا دنیا کا نقصان ہے اور تیسرے وہ کام ہیں، جن میں نہ نفع ہے، نہ نقصان ہے، نہ دنیا کا نفع، نہ دین کا نفع، نہ دنیا کا نقصان، نہ دین کا نقصان، بلکہ فضول کام ہیں، اس کے بعد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک ان کاموں کا تعلق ہے جو نقصان دہ ہیں، ظاہر ہے کہ ان سے تو بچنا ضروری ہے، اور اگر غور سے دیکھو تو کاموں کی یہ جو تیسری قسم ہے، جس میں نہ نقصان ہے اور نہ نفع ہے، وہ بھی حقیقت میں نقصان دہ ہیں، اس لئے کہ جب تم ایسے کام میں اپنا وقت لگارہے ہو، جس میں کوئی نفع نہیں ہے، حالانکہ اس وقت کو تم ایسے کام میں لگا سکتے تھے، جس میں نفع ہو تو گویا کہ تم نے اس وقت کو برباد کردیا اور اس وقت کے نفع کو ضائع کردیا۔ (خطبات، ج:۴)

صاف گوئی

حضرت یزید بن حبیب (تابعی) بڑے حق گو عالم تھے، آپ کو بڑے سے بڑے جابر وظالم حاکم کے سامنے کلمۂ حق کے اظہار میں ادنیٰ تامل بھی نہ ہوتا تھا، ایک مرتبہ آپ بیمار ہوئے تو مصر کا گورنر حوثرہ ابن سہیل آپ کی عیادت کے لئے آیا اور دریافت کرنے لگا اے ابورجاء (حضرت یزید کی کنیت) جس کپڑے پر مچھر کا خون لگ گیا ہو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے یہ سن کر منہ پھیرلیا اور جواب میں کچھ نہیں فرمایا، پھر جب حوثرہ جانے لگا تو آپ نے فرمایا تم روزانہ مخلوق خدا کو خون بہاتے ہو اور مجھ سے مچھر کے خون کا مسئلہ دریافت کرتے ہو۔

خلیفہ ثانی اور تواضع

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں تشریف لائے، اس وقت بارش ہورہی تھی، آپ نے دیکھا کہ کسی شخص کے گھر کے پرنالے سے مسجد نبوی کے صحن میں پانی گر رہا ہے، آپ نے فرمایا کہ گھر کے پرنالے سے مسجد کے اندر پانی نہیں گرنا چاہئے، اس لئے کہ مسجد اس کام کے لئے نہیں ہے کہ لوگ اس کے اندر اپنے گھر کے پرنالے گرایا کریں، آپ نے پوچھا کہ یہ کس کا گھر ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر ہے، جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے، مسجد کسی کی جاگیر نہیں ہوتی اور اس کے اندر گھر کا پرنالہ گرنا ٹھیک نہیں ہے، یہ کہہ کر آپ نے وہ پرنالہ توڑ دیا۔

اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور پوچھا کہ امیر المومنین آپ نے یہ پرنالہ کیوں توڑا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مسجد نبوی وقف ہے اور اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور یہ پرنالہ تمہارے ذاتی گھر کا ہے، اس کا مسجد میں گرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے؟ یہ پرنالہ لگانا جائز نہیں تھا، اس لئے میں نے توڑ دیا، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امیر المومنین! آپ کو معلوم نہیں ہے کہ یہ پرنالہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے لگایا تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے لگائے ہوئے پرنالے کو آپ نے توڑ دیا؟ یہ سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سناٹے میں آگئے اور پوچھا اے عباس! کیا واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی؟ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ خدا کے لئے یہ کرو کہ میں ابھی یہاں جھک کر کھڑا ہوتا ہوں اور تم میری پیٹھ پر کھڑے ہوکر ابھی اس پرنالے کو درست کرو، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ رہنے دیں، آپ نے اجازت دیدی، بات ختم ہوگئی، میں پرنالے کو لگوالونگا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس وقت تک چین نہیں آئے گا جب تک کہ کوئی شخص کمر پر کھڑے ہوکر اس پرنالے کو نہ لگادے، اس لئے کہ ابن خطاب کی یہ مجال کیسے ہوئی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت دئے ہوئے پرنالے میں تصرف کیا، اس کو توڑ دیا، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کمر پر سوار کرکے اس کو درست کرایا۔ (خطبات، ج:۱۵)

خلیفہ اور قاضی

پہلے زمانہ کے قاضی اس قدر پیکر عدل اور مجسمۂ انصاف ہوا کرتے تھے کہ وہ خلیفہ تک کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے، نمیر مدنی کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں منصور عباسی مدینہ منورآیا وہاں کے قاضی محمد ابن عمران طلحی تھے اور میں ان کا محرر تھا، چند شتربانوں نے کسی معاملہ میں خلیفہ پر نالش کردی قاضی صاحب نے مجھے حکم دیا کہ منصور کو حاضریٔ عدالت کے لئے تحریر کردو تاکہ مدعیوں کی دادرسی کی جائے، میں نے خلیفہ کو سمن بھیجنے سے معذرت چاہی، لیکن قاضی صاحب نے اس پر اپنی مہر لگا کر خلیفہ کے پاس لے جانے کا حکم دیا، چنانچہ میں روانہ ہوا جب منصور کو اس حکم سے مطلع کیا تو وہ فوراً کھڑا ہوگیا اور اہل دربار سے کہا کہ مجھے عدالت میں طلب کیا گیا ہے، اس لئے کوئی شخص میرے ساتھ نہ آئے، خلیفہ آیا تو قاضی صاحب تعظیم کے لئے نہیں اٹھے اور استقلال کے ساتھ بیٹھے رہے، پھر مدعی کو بلایا اور ثبوت کے بعد خلیفہ کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کردیا، جب قاضی حکم سنا چکے تو منصور کہنے لگا اللہ تعالیٰ تمہیں اس انصاف پسندی کا اجر دے اور خوش ہوکر قاضی صاحب کو دس ہزار دینار انعام میں دیے، مگر قاضی نے اس کو قبول نہ کیا، ایک دفعہ منصور نے بصرہ کے قاضی سوار ابن عبداللہ کو لکھا کہ آپ کی عدالت میں ایک فوجی سردار اور سوداگر کے درمیان جو مقدمہ چل رہا ہے میری خواہش یہ ہے کہ آپ اس مقدمہ کا فیصلہ سردار کے حق میں کریں، قاضی سوار نے اس کے جواب میں لکھ بھیجا کہ اس شہادت سے جو میرے سامنے پیش ہوئی ثابت ہوتا ہے کہ اس نزاع کا سوداگر کے حق میں فیصلہ ہونا چاہئے اور میں شہادت کے خلاف ہرگز فیصلہ نہیں کرسکتا۔

منصور نے لکھا کہ قاضی صاحب آپ کو یہ مقدمہ فوجی افسر کے حق میں فیصل کرنا ہوگا، قاضی صاحب نے اس کے جواب میں تحریر کیا واللہ از روئے انصاف اس کا فیصلہ تاجر کے حق میں کروں گا، جب یہ جواب منصور کے پاس پہنچا تو کہنے لگا، الحمد للہ میں نے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیا، اور میرے قاضی مقدمات کا فیصلہ حق وانصاف کی بنیاد پر کرتے ہیں۔

ہارون رشید پر سفیان ثوری کے خط کا اثر

خلیفہ ہارون رشید اور مشہور محدث حضرت سفیان ثوریؒ بچپن کے دوست تھے، جب یہ خلیفہ ہوا تو حضرت سفیان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، لیکن سفیان نے پرواہ بھی نہ کی، آخر ہارون نے ان کے نام خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔

ہارون رشید کی طرف سے سفیان ثوری کے نام....

...میرے بھائی تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں میں رشتۂ اخوت قائم کیا ہے اور میرے تمہارے جو تعلقات تھے، بدستور قائم ہیں، میرے تمام احباب خلافت کی مبارک باد دینے میرے پاس آئے اور میں نے ان کو گراں بہار صلے دیئے افسوس ہے کہ آپ اب تک نہیں آئے، میں خود حاضر ہوتا، لیکن یہ امر شان خلافت کے خلاف ہے۔

حضرت سفیانؒ نے اس کا یہ جواب دیا۔

بندۂ ضعیف سفیان ثوری کی طرف سے فریفتۂ دولت ہارون کے نام آپ نے خود تسلیم کرلیا ہے کہ آپ نے مسلمانوں کے بیت المال کے روپئے کو بے موقعہ گراں بہا صلہ دے کر خرچ کیا۔

اس پر بھی تسلی نہ ہوئی اور چاہتے ہو کہ قیامت کے روز تمہاری فضول خرچی کی شہادت دوں، ہارون تمہیں کل خدا کے سامنے جواب دینے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ تم تخت پر اجلاس کرتے ہو ریشمی لباس پہنتے ہو تمہارے دروازے پر چوکیدار پہرہ دیتا ہے، تمہارے عمال خود تو شراب پیتے ہیں اور دوسروں کو شراب پینے کی سزا دیتے ہیں، خود زنا کرتے ہیں اور چوروں کے ہاتھ کاٹتے ہیں، ان جرائم پر پہلے تمہیں اور تمہارے عمال کو سزا ملنی چاہئے، ہارون وہ دن بھی آئے گا کہ تم قیامت میں اس حال میں آؤگے کہ تمہاری مشکیں بندھی ہوئی ہوں گی اور تمہارے ظالم عمال تمہارے پیچھے ہوں گے اور تم سب کے پیشوا بن کر سب کو دوزخ کی طرف لے جاؤگے، میں نے خیرخواہی کا حق ادا کردیا اور اب کبھی خط نہ لکھنا، ہارون رشید نے خط پڑھا تو بے اختیار چیخ اٹھا اور دیر تک روتا رہا۔

ملازم ہو تو ایسا

مولانا رومؒ نے ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک آقا اور اس کا ایک ملازم کہیں جارہا تھا، دونوں مسجد کے پاس سے گذرے تو ملازم نے کہا کہ میں نماز ادا کرلوں، آقا باہر کھڑا رہا، ملازم اندر چلا گیا، نماز ادا کی، دل لگ گیا اللہ کی یاد میں مشغول ہوگیا، آقا باہر کھڑا تنگ آگیا، اس نے آواز دے کر کہا تمہیں کس نے اندر پکڑ رکھا ہے، ملازم نے جواب دیا جس نے آپ کو باہر پکڑ رکھا ہے۔

\Aadil\Downloads\final -10-10-2022.inp 10/7/2022 11:22 PM PAGE 6 (1,1)

سیرت طیبہ کا پیغام۔عام مسلمانوں کے نام

مولانا رضوان احمد ندوی

ربیع الاول کا مہینہ ہر سال عالم انسانیت کو سیرت کا وہ پیغام دیتا ہے، جس پیغام نے چھٹی صدی عیسوی میں دنیا کو عالمگیر اجتماعی خودکشی سے باز رکھا تھا۔اسی مہینہ میں ہادی عالم خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد دنیا کو حق وصداقت کا پیغام دیا، دم توڑتی ،اونگھتی ،سوتی انسانیت کو حیات جاوداں کا مژدہ سنایا، بے معنی زندگی کو بامعنی بنایا، جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم ومعرفت کی روشنی عطا کی ،قوموں کی تقدیر کو بدل دیا۔خواہش پرست انسانوں کو خدا پرست اور حق پرست انسان بنادیا، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی علیہ الرحمہ نے بہت خوب لکھا کہ............’’حقیقت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی کنجی انسانی فطرت کے قفل پر رکھ دی تھی ،بس وہ کھل گیا اور اس کے تمام خزانے عجائبات ،طاقتیں اور کمالات دنیا کے سامنے آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی شہ رگ کاٹ دی اور اس کے طلسم کو پاش پاش کر دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکش اور ضدی دنیا کو خدائی طاقت سے مجبور کردیا کہ زندگی کی ایک نئی شاہراہ پر گامزن ہو اور تاریخ میں انسانیت ایک بالکل نئے دور کا آغاز کرے، یہ وہ اسلامی دور ہے جو تاریخ کی پیشانی پر ہمیشہ چمکتا و دمکتا رہے گا۔(انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر/۱۴۳)

مذاہب عالم کی تاریخ بتاتی ہے کہ چھٹی صدی عیسوی میں ایران وروم، مصر وشام حتی کہ ہندوستان بدتہذیبی کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا،تہذیب واخلاق اور علم وحکمت کی کہیں کوئی کرن نظر نہیں آرہی تھی ،خاندان اور قبیلے اونچ ونیچ کے خانوں میں تقسیم تھے،حسب ونسب اور غربت وامارت کی حد بندیاں قائم تھیں ۔جس سے انسانیت کراہ رہی تھی۔محسن اعظم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ۲۳رسالہ دور نبوت میں انسانوں کو ان کی حقیقی قدر ومنزلت سے آگاہ کیا۔اونچ ونیچ کے فاصلوں کو ختم کیا،طبقاتی حد بندیوں کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں اور پیغام دیا الناس کلھم اخوۃ’’تمام انسان آپس میں بھائی ہیں انسان بحیثیت انسان برابر ہیں پھر عملی طور پر برت کر دکھایا، بخاری شریف میں ہے کہ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے ،ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ انسان نہیں تھا؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کے خطبہ میں وحدت انسانی اور اسلامی مساوات کا جو پیغام دیا وہ اقوام عالم کے لئے نیا عالمی نظام تھا۔ارشاد فرمایا’’ **ان ربکم واحد ان ابا کم واحد**‘‘۔تمہارا رب بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک۔ **لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا لا سود علی احمر الا بالتقویٰ** ’’عرب کو عجم پر اور عجم کو عرب پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر ہاں تقویٰ کی بنیاد پر کسی کو کسی پر فضیلت حاصل ہوسکتی ہے۔

یاد رکھئے کہ انسانیت کے محسن اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وحدت اور پیغام وحدانیت وصداقت کسی مخصوص قبیلہ، خاندان اور ملک تک محدود نہیں تھی بلکہ آپ کی نبوت ورسالت تمام عالم کے لئے تھی وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا ۔آپ تمام کائنات انسانی کے رسول ہیں۔قرآن کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین ۔ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی انبیاء ورسل اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے ان میں سے کسی کو بھی رحمتہ للعالمین کے لقب سے سرفراز نہیں کیا گیا۔رحمتہ للعالمین کا خطاب صرف خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ الٰہی سے عطا ہوا۔ ہزاروں رحمتیں اور درود وسلام ہو اس نبی رحمت پر جنہوں نے انسانوں اور چوپایوں پر بھی رحم وکرم کی تعلیم دی۔ ہر قسم کے جور واستبداد کا خاتمہ کیا، **ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلو هو اقرب للتقویٰ** کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہیں کردے کہ تم انصاف نہ کرسکو،اس لئے انصاف کرو، یہی تقویٰ کے قریب ہے اس آیت پر عمل کیا اور کرایا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد فرمایا **لا تثریب علیکم الیوم** آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں **انتم الطلقاء** ،جاؤ تم سب آزاد ہو؛ حالانکہ برسوں کے انتقام کا دن تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا پیغام دیا۔

پس ربیع الاول کا مہینہ ہمارے لئے سیرت کا ایک پیغام رکھتا ہے کہ ہم انسانیت کی جان ومال کے تحفظ کے لئے دنیا کو امن وسکون اور حقوق انسانی کے احترام کا پیغام سنائیں۔ **لا تقتلو ا النفس التی حرم الله الا با لحق** ۔کسی جان کو جسے اللہ نے قابل احترام ٹھہرایا ہلاک نہ کرو،مگر حق کے ساتھ ،اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین پر بسنے والے ہر طبقہ کو اس کا واجبی حق دیا، کمزوروں، بے سہارا انسانوں، بے کسوں اور مظلوموں کی دستگری کو عبادت قرار دیا، فرمایا کہ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا الفت ومحبت کے پیکر نبی رحمت نے معاشرہ میں امن وامان قائم کرنے اور انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنے کو انسانیت کا زیور قرار دیا۔

افسوس یہ ہے کہ آج پوری دنیا میں ملت اسلامیہ گونا گوں مصائب ومشکلات سے دوچار ہے، عالمی قیادت خدا ناشناس طاقتوں کے ہاتھ میں ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ ہم ان کے دست نگر بنے ہوئے ہیں۔حالات کی ٹھوکریں ہمیں بیدار نہیں کرسکیں، ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام امن اور حق وصداقت کی تبلیغ نہیں کی، جان لیجئے کہ جب کوئی داعی قوم اپنا داعیانہ کردار چھوڑ دیتی ہے تو وہ مدعو ہوجاتی ہے۔آج ضرورت ہے کہ محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی کا ازسرنو تعارف کرایا جائے ،ان کی تعلیمات سے دنیا کو باخبر کیا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ خدمت جو ہری توانائی کا انکشاف سے بھی بڑی خدمت ہوگی۔ میں نے اسیر مالٹا نامی کتاب میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی کا ایک واقعہ پڑھا کہ جب وہ اسارت مالٹا سے واپس ہوئے تو ایک دن دارالعلوم دیوبند کے اکابر علماء ومشائخ کو جمع کیا اور فرمایا کہ میں جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دینوی حیثیت سے کیوں تباہ وبرباد ہورہے ہیں تو اس نتیجہ پر پہونچا کہ اس کے دو سبب ہیں، ایک ان کا قرآن اور سنت رسول سے انحراف اور دوسرے ان کے آپسی اختلاف اور خانہ جنگی جس نے ملت کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کردیا ہے اس کے بعد انہوں نے اپنی پوری زندگی اشاعت قرآن اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرنے میں وقف کردی ہم بھی عہد کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو زندہ کریں گے، اور اتحاد واجتماعیت کی زندگی گزاریں گے۔صرف یہ کافی نہیں کہ ماہ ربیع الاول میں چند جلسے جلوس کرلئے جائیں، برقی قمقموں سے محفل کو جگمگالیں۔

کافی نہیں کہ بیٹھ کر مدح وثنا کریں   اٹھو کہ آج حق محبت ادا کریں

ہم اس مبارک ماہ ودن کو یوم احتساب وجائزے کے طور پر منائیں، اپنے نفس کا محاسبہ کریں، دل کے چور کو پکڑیں۔ قدا فلح من زکہا ۔اپنے قلوب کو نور ایمانی سے منور کرنے کی فکر کریں، اپنے طریق زندگی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ڈھال کر ساری دنیا کے انسانوں کے لئے نمونہ عمل اور پیغام عمل بن جائیں، **لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنه لمن کان یر جو ا لله و الیوم الآخر** اور دنیا والوں کو بھی بتائیں کہ اگر تم حقیقی امن وسکون اور ابدی خیر وفلاح چاہتے ہو تو اپنی زندگی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی زندگی سے ہم آہنگ کرو۔

الہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔اے اللہ ہم کو حق کی صحیح پہچان عطا فرما اور اس کی پیروی کی توفیق عطا کر اور باطل سے حفاظت فرما۔

کامیابی کا راز

فرحان احمد خاں

کسی بھی قوم کی معاشرتی ،سماجی ، سیاسی اور تمدنی ارتقاء میں نوجوان ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔نوجوانوں کے بلند عزائم اور قوت عمل وہ بنیادی جوہر ہیں، جو کسی بھی قوم کو ترقی کی اوج تک پہنچانے کا حامل ہو تو معاشرے کا مستقبل درخشاں اور روبہ ترقی ہوتا ہے۔اگر خدانخواستہ یہی قبیلۂ نوجوانان منفی طرز عمل اور عملی بے راہ روی کا شکار ہو تو معاشرے میں مثبت تبدیلی کی بجائے ’’انقلاب معکوس‘‘ کا باعث بنتا ہے۔ایسی قوم ترقی کی بلندیوں سے لڑھکتی ہوئی ذلت کی گہری کھائیوں میں جاگرتی ہے۔مؤرخ کا قلم ان کا تذکرہ کرنے سے شرماتا ہے۔ یہ بدقسمت قومیں چوپایوں کی مانند ’’ضابطے‘‘ کے ایام زیست گذار کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بھولی بسری داستانوں کا حصہ بن جاتی ہیں۔

ہر شخص کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں اور خصوصیات سے نوازا ہے۔ بسا اوقات انسان بعض ماحولیاتی رویوں کے زیر اثر اور بسا اوقات اپنے لااُبالی پن کے باعث ان خداداد صلاحیتوں کو اجاگر کرنے سے غافل رہتا ہے۔وقت اس کا انتظار کئے بغیر گذر جاتا ہے اور ایسا شخص حسرت ویاس کے ساتھ ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔آنے والی سطور میں چند مفید نکات ذکر کئے جاتے ہیں، جن پر مناسب توجہ دے کر ایک نوجوان اپنے بہتر مستقبل کیلئے منصوبہ بندی کرسکتا ہے۔

نوجوانوں کے ترقی کے لئے سب سے پہلی اور بنیادی چیز خود اعتمادی ہے۔اس جوہر کے فقدان کی وجہ سے نوجوانوں میں مایوسی اور ناامیدی جنم لیتی ہے۔اس اساسی عنصر کو پانے کیلئے دو چیزیں ضروری ہیں۔اول یہ کہ آپ جس میدان میں کام کرنا چاہتے ہیں یا کررہے ہیں، اس کے تقاضوں سے مکمل آگہی حاصل کریں۔اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں، اس طرح آپ اس کام یا ذمہ داری سے علی وجہ البصیرت عہدہ برآں ہوسکیں گے۔ دوم یہ کہ خوف کو اپنے قلب وذہن سے کھرچ ڈالیں اور اپنے آپ کو اس ذمہ داری کا اہم سمجھیں۔اس ضمن میں نوجوانوں کو چاہیے کہ اپنی ذہنی اسکرین کے وال پیپر پر یہ عبارت عالم تصور میں لکھ دے کہ ’’میں ہی اس کام کو احسن طور پر انجام دے سکتا ہوں۔‘‘ پھر اس ذمہ داری کی انجام دہی میں پوری لگن، اعتماد اور محنت سے جٹ جائیں اور کسی قسم کی ملامت سے گھبرائے بغیر اپنا کام جاری رکھے۔

کامیابی کی ضامن دوسری چیز نوجوانوں کے دائرۂ فکر کی وسعت ہے۔معاشرہ کی مفید اکائی (Unit) کے طور پر ابھرنے کے لئے ضروری ہے کہ نوجوان اپنی ذات کے گنبد میں سوچنے کے بجائے پوری سوسائٹی کی فکر کرے۔ افکار میں وسعت پیدا کرنے کیلئے ماحول کا مطالعہ ضروری ہے۔دنیا میں رائج مختلف نظاموں، متنوع ثقافتوں اور ان کے باہمی تقابل پر نگاہ رکھنا اور انہیں سمجھنے کی کوشش کرنا بھی اہم ہے، تاکہ ان کے مفید پہلوؤں اور مضر گوشوں سے جان کاری حاصل ہو۔ پھر انکی روشنی میں نوجوان اپنے معاشرے کو درپیش مسائل کے پائیدار حل کے لئے اپنے کردار کا تعین کرے۔نوجوانوں کے بہتر مستقبل کے لئے تیسری چیز جہد پیہم اور سعی مسلسل ہے۔جہد وجہد تابناک مستقبل کے بلند ستارے میں بنیادی اینٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔جس قوم کے نوجوان محنتی اور جفاکش ہوں، اس کی ترقی کے امکانات زیادہ روشن ہوتے ہیں۔موجودہ مشینی دور نے ہمارے نوجوانوں کو آرام پسندی اور سہولت کشی کا دلدادہ بنادیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہم من حیث القوم اپنے مستقبل کے بارے میں مختلف قسم کے اندیشوں اور خدشات میں مبتلا رہتے ہیں۔اس صورت حال میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے زاویہ فکر کو بدل کر اپنے آپ کو محنت اور جدوجہد کا عادی بنائیں، ورنہ روشن کل کے سپنے دیکھنا احمقوں کی جنت میں رہنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں......

چوتھی اور اہم چیز وقت کی قدر ہے۔ دستیابی وقت کا صحیح اور مفید استعمال ہی کامیاب مستقبل کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرسکتا ہے۔اس بات پر ناقابل تردید تاریخ شواہد موجود ہیں کہ وقت کی قدردان قوموں نے چاردانگ عالم میں اپنی عظمت اور سطوت کے جھنڈے گاڑے اور آج تک دوسری اقوام ان کی خوشہ چین نظر آتی ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں اس ’’انمول خزانے‘‘ کو شعوری یا لاشعوری طور پر بے دریغ ضائع کیا جاتا ہے۔جدید آلات کا غلط استعمال، موبائل فون پر گھنٹوں فضول مکالمے، انٹرنیٹ کی سہولت کا منفی استعمال ایک معاشرتی ناسور کی شکل اختیار کرتا جارہا ہے۔ نوجوانوں کی بھاری اکثریت وقت کی قدر وقیمت سے ناآشنا ہے۔وقت کا تقاضہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر وقت کے صحیح استعمال کا شعور پیدا کرنے کی کوشش کی جائیں۔

پانچویں چیز ترجیحات کا تعین (Detemination Priorities) ہے۔کامیاب زندگی کے خواہاں شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کا جائزہ لے اور یہ بات ذہن میں رکھے کہ ہر شخص ہر میدان میں سورما (Hero) نہیں بن سکتا۔لہٰذا اسے چاہیے کہ اپنے لئے میدان عمل مختص کرے۔اس حوالے سے تجربہ کار افراد سے شروع کردے۔اپنی زندگی سے ’’کل‘‘ کا لفظ حرف غلط کی طرح مٹادے، کیونکہ ’’کل‘‘ کبھی نہیں آتا، ہمارے پاس آج ہے....صرف اور صرف آج....

درخشاں مستقبل کے لئے چھٹی چیز نظام الاوقات کا مرتب کرنا ہے۔بے ترتیب اور غیر منظم لوگ کبھی ترقی نہیں کرسکتے۔ نوجوان پہلے اپنا ہدف (Goal) مقرر کرکے اس کو پانے کے لیے مختص اوقات کی پابندی کرے۔اہم ترین مقاصد کو زیادہ وقت دے۔ اس جدول میں مطالعے، مباحثے، معلومات کے تبادلے اور جسمانی ریاضت (Excerseze) کو خصوصی جگہ دے۔مستقبل کے گراں بار مسائل کا بوجھ اٹھانے کے لئے ذہنی وفکری بالیدگی کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت بھی ضروری ہے۔(بقیہ صفحہ 13 پر)

\Aadil\Downloads\final -10-10-2022.inp 10/7/2022 11:22 PM PAGE 7 (1,1)

مولانا سید شاہ محمد عثمان غنیؒ

شاھد رام نگری

ریاست بہار کی محفل علم ودانش کے روشن چراغ، ہندوستان کی جنگ آزادی کا مرد مجاہد، ادب وصحافت کے میدان کا بے باک مبصر، حق وصداقت کا علمبردار اور بے لاگ رائے پیش کرنے والا یہ مختلف صفات ایک ایسی ذات میں جمع تھیں، جن کا نام تھا، مولانا سید شاہ محمد عثمان غنیؒ ،واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنی ذات سے ایک انجمن تھے۔

مولانا عثمان غنیؒ ضلع گیا کے ایک گاؤں دیور کے ایک خوشحال زمیندار خاندان میں یکم جنوری ۱۸۹۶ء (مطابق ۱۵/رجب ۱۳۱۳ھ) میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد آپ ذیقعدہ ۱۲۲۸ء میں ہندوستان کی مشہور عربی درسگاہ دار العلوم دیو بند میں داخل ہوئے اور ۱۳۳۵ھ میں فراغت حاصل کی ، اس وقت دار العلوم دیو بند محض ایک درسگاہ نہ تھی اسے ہندوستان کے انقلابی اور حریت پسند علماء کے مرکز کی حیثیت بھی حاصل تھی، چنانچہ دیو بند میں قیام کے دوران آپ کو اس وقت کے مشہور انقلابی عالم مولانا عبید اللہ سندھی کی قربت اور سر پرستی حاصل رہی۔ دراصل مولانا عثمان غنیؒ کے چھوٹے چچا مولانا شاہ ولایت حسین کے مولانا عبید اللہ سندھی سے نہایت گہرے مراسم تھے، اس وجہ سے مولانا آپ پر خاص توجہ اور شفقت فرماتے تھے، جب مولانا سندھی نے موتمر الانصار اور جمیعۃ الانصار نام کی تنظیمیں قائم کیں تو ان کی سرگرمیوں میں مولانا محمد عثمان غنیؒ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ۱۹۱۱ء میں مرادآباد، ۱۹۱۲ء میں میرٹھ میں تنظیموں کے اجلاس میں پیش پیش رہے، جنگ طرابلس اور ملتان کے زمانے میں دار العلوم دیو بند کا جو وفد بہار آیا تھا اس کے ایک رکن مولانا بھی تھے۔

یہ وہ دور تھا جب ہندوستان ایک تاریخی موڑ پر کھڑا تھا، انگریزی داں قائدین انگریز حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی تدبیروں میں مصروف تھے، دوسری طرف علماء کی جماعت حریت وآزادی کا پرچم بلند کئے ہوئے بڑی بڑی قربانیاں دے رہی تھی، ریشمی رومال کی تحریک کے تانے بانے ملنے جا رہے تھے، بوریہ نشیں اور درویش علماء درسگاہوں، خانقاہوں اور حجروں سے حریت وآزادی کی روشنی پورے ملک میں پھیلا رہے تھے، انگریز حکمرانوں کی ان پر کڑی نگاہ تھی، بہت سارے گرفتار ہو گئے تھے، جو بچ رہے تھے ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ تحریک کو کس خطوط پر آگے بڑھایا جائے، لگ بھگ یہی زمانہ تھا جب مولانا محمد عثمان غنیؒ صاحبؒ تعلیم کی تکمیل کے بعد وطن واپس آئے اور یہاں آپ کی ملاقات ہندوستان کے مشہور عالم دین سیاستداں اور مفکر مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ سے ہوئی، مولانا کے پیش نظر بہت سے منصوبے تھے، جن کو بروئے کار لانے کے لئے مناسب افراد کی تلاش تھی، ان کی مردم شناس نظروں سے مولانا محمد عثمان غنیؒ کی شخصیت کے جوہر پوشیدہ نہ رہ سکے۔

انہوں نے آپ کو اپنی رفاقت کے لئے چن لیا، یہ انتخاب غلط نہ تھا، بعد میں وہ ان کے معتمد ومشیر اور دست راست بن گئے، مولانا آزادی وطن کی عملی جدوجہد سے وابستگی کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں ملت اسلامیہ کے استحکام اور بقا کے لئے ایک ایسی تنظیم کے قیام کے لئے کوشاں وفکر مند تھے جو کتاب وسنت سے ماخوذ ہو اور جو مسلم معاشرہ میں اسلامی قوانین کے اجراء نفاذ کے لئے پوری طرح ذمہ دار ہو۔

بالآخر ان کی یہ کوشش بار آور ہوئی اور ۱۹، ۲۰/شوال ۱۳۳۹ھ کو مولانا ابو الکلام اازاد کی صدارت میں پٹنہ میں جمیعۃ علماء بہار کا غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا، اور اس جلسہ میں امارت شرعیہ بہار کا قیام عمل میں آیا، صوبہ بہار کی مشہور وممتاز خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے سجادہ نشیں حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین صاحب امیر شریعت اور مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحبؒ نائب امیر شریعت منتخب ہوئے، نو ارکان پر مجلس شوریٰ تشکیل پائی، جس کے ایک رکن مولانا محمد عثمان غنیؒ بھی تھے، اور یہ سب سے کم عمر تھے، پہلی مجلس شوریٰ کے نو ارکان یہ تھے۔ حضرت مولانا شاہ محمد محی الدین صاحب جو بعد میں امیر شریعت ہوئے، حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب دربھنگہ، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی، حضرت مولانا قاضی شاہ محمد نور الحسن صاحب، حضرت مولانا عبد الاحد صاحب، حضرت مولانا فرخند علی صاحب، حضرت مولانا کفایت حسین صاحب، حضرت مولانا زین العابدین صاحب اور حضرت مولانا محمد عثمان غنیؒ صاحب۔ مجلس شوریٰ نے ۲۶/سال کے اس عالم دین کو امارت شرعیہ کا ناظم مقرر کیا اور ۹/ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ کو خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں امارت کا وہ تاریخی دفتر قائم ہوا جہاں سے ہندوستان کی آزادی کا پرچم بلند ہوا، اور جو آج بھی شریعت اسلامیہ کی روشنی میں ملت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔

یہ مولانا کی دینی وقومی زندگی کی ابتداء تھی۔ ۱۹۲۴ء میں امارت شرعیہ نے اپنا ایک پندرہ روزہ اخبار نکالنا طئے کیا اور اس اخبار کا نام ''امارت'' رکھا، جس کا پہلا شمارہ یکم محرم ۱۳۴۳ھ کو مولانا کی ادارت میں منظر عام پر آیا، ادب وصحافت کے میدان میں حق گوئی اور بے باکی آپ کا خاص وصف رہا۔ تاریخ صحافت آپ کے قلم کو ہمیشہ یاد رکھے گی، جس نے بزدلی کو بہادری سکھائی، ناخدا شناسوں کو خدا شناسی کا درس دیا، اثر، سادگی اور دلکشی کے اعتبار سے مولانا بلند مرتبہ اور صاحب طرز صحیفہ نگار تھے۔

وہ دور انگریزی حکومت کے عروج کا دور تھا اس وقت اعلان حق وصداقت، دار ورسن کی آزمائش کو دعوت دینے کے مترادف تھا، لیکن مولانا کبھی مرعوب نہیں ہوئے، حکومت برطانیہ کی فروگذاشتوں پر نہایت جارحانہ انداز میں گرفت کرنے کے نتیجہ میں حکومت نے آپ کی تحریروں پر بار بار مقدمہ چلایا اور بالآخر جریدہ امارت کو غیر قانونی قرار دیکر بند کردیا۔

اخبار امارت کے ۲۸/مئی ۱۹۲۶ء کے اداریہ کو حکومت نے قابل اعتراض قرار دیکر اس شمارہ کو ضبط کرلیا اور مولانا پر بغاوت کا مقدمہ قائم کردیا، ۲۷/نومبر ۱۹۲۶ء کو عدالت زیریں نے ایک سال قید اور پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی، عدالت عالیہ میں اپیل کی گئی ۔ ۲۷/دسمبر کی منظوری کے بعد مولانا ضمانت پر رہا ہوگئے، ہائی کورٹ نے قید کی سزا ختم کردی، لیکن جرمانہ بحال رکھا جو ادا کیا گیا۔

۱۷/اگست ۱۹۲۷ء کے اخبار کے اداریہ پر دوبارہ انہیں انگریزی حکومت کے عتاب سے دوچار ہونا پڑا، مقدمہ چلا اور پھر ایک سال قید اور ڈھائی سو روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی گئی، اس سزا کے خلاف انگریزی ڈسٹرکٹ جج کے یہاں اپیل دائر کی گئی، مولانا کے وکیل بہار کے معماروں میں ایک اور اس وقت کے مشہور قانون داں مسٹر علی امام تھے، ۳۰/اپریل ۱۹۲۸ء کو اپیل کا فیصلہ ہوا اور مولانا بری کردیے گئے۔ تیسری بار پھر اخبارات کے ایک اداریہ کو قابل اعتراض قرار دیکر حکومت نے ایک ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کرلی، جس کے ادا نہ کرنے پر حکومت نے اخبار کو بند کردیا۔

اس کے بعد خبار نقیب کا اجراء عمل میں آیا، اس کے قانونی ایڈیٹر اس کے منیجر مولانا صغیر الحق صاحب مرحوم تھے، لیکن عملاً اس کے مدیر بھی مولانا ہی تھے، ہندوستان کی آزادی کے بعد ۲۰/اپریل ۱۹۴۹ء کے شمارہ سے ایڈیٹر کی حیثیت سے نقیب پر پھر آپ کا نام آنے لگا۔

امارت شرعیہ کی نظامت کی ذمہ داریوں اور اخبار کی ایڈیٹری کے مشاغل کے باوجود جب امارت کے شعبہ دار الافتاء کا قیام عمل میں آیا تو اس کی ذمہ داری بھی آپ کو ہی سپرد کی گئی، اور امارت کے مفتی کی حیثیت سے آپ سالہا سال تک افتاء کا کام انجام دیتے رہے، واقعہ یہ ہے کہ مولانا محمد عثمان غنیؒ کی شخصیت گوناگوں اوصاف اور ہمہ جہت صلاحیتوں کی حامل تھی، مولانا سجادؒ کی رفاقت نے ان صلاحیتوں کو اور زیادہ نکھار دیا تھا، اس لئے جو ذمہ داری ان کے سپرد کی جاتی اسے اس حسن خوبی سے انجام دیتے، جیسے وہ اسی کام کے لئے پیدا ہوئے ہوں، آپ کے فتاویٰ اور فیصلوں سے دار الافتاء کو بڑا وقار اور اعتماد حاصل ہوا، عملی حیثیت آپ کی بہت بلند تھی، جزئیات فقہ اور افتاء میں آپ کو پورا عبور حاصل تھا، لگ بھگ پچاس سال تک عوام وخواص آپ کے فقہ اور افتاء سے مستفید ہوتے رہے، نہ صرف بہار بلکہ دوسرے صوبوں سے پیچیدہ مسئلوں میں لوگ آپ سے رہنمائی طلب کرتے اور آپ کے مبسوط مدلل جواب رہنمائی کرتے ان کی شرعی اپنی رائے رکھتے تھے، جس سے ان کے اصابت فکر اور تفقہ کا پتہ چلتا ہے۔

تصنیف وتالیف کا بھی اچھا خاصۃ ذوق رکھتے تھے، بہت ابتداء میں یعنی پچاس سال پہلے کی بات ہے، جب مولانا موصوف نے سیرت نبوی پر ایک نہایت جامع اور مختصر کتاب لکھی جو ''بشریٰ'' کے عنوان سے طبع ہوکر عوام وخواص میں مقبول ہوئی، سیرت نبوی پر مختصر کتابوں کا رواج مولانا کی کتاب ''بشریٰ'' کے بعد شروع ہوا، اس کے علاوہ بھی مولانا کی متعدد کتابیں طبع ہو چکی ہیں، اور غیر مطبوعہ مسودات ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں۔

ایک طرف اگر انتظام وانصرام ادب وصحافت اور علم دفقاہت میں آپ کی حیثیت مستند ومعتبر تھی تو دوسری طرف سیاست کے نشیب وفراز پر بھی ان کی گہری نظر تھی، آپ کی سیاسی بصیرت کا سبھوں کو اعتراف تھا، آپ نے سیاسی حالات ومعاملات میں بھی رہنمائی کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۲۲ء میں گیا میں جمیعۃ علماء ہند کا اجلاس منعقد ہوا۔ بعض علماء نے کوشش کی کہ جمیعۃ علماء ہند مجلس قانون ساز کے بائیکاٹ کو ختم کردے، لیکن جمیعۃ نے اس کو ختم نہیں کیا، مولانا محمد عثمان غنیؒ بھی اس وقت بائیکاٹ کے حامیوں میں تھے، لیکن سوراج پارٹی کے مسلم ارکان نے حکومت برطانیہ کی ہمنوائی شروع کردی تو آپ کے خیال میں تبدیلی آئی اور آپ نے محسوس کیا کہ انتخاب میں حصہ لینا چاہیے۔ مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ نے آپ کے خیال سے اتفاق کرتے ہوئے بہار میں مسلم انڈی پنڈنٹ پارٹی کی بنیاد ڈالی اور بڑے زور وشور سے انتخاب میں حصہ لیا، ان بوریہ نشیں علماء نے بڑے بڑے محل نشیں مدعیان سیاست کی ہوا اکھاڑ دی، اسمبلی میں کانگریس پارٹی کے بعد اس پارٹی کے ارکان سب سے زیادہ چن کر آئے، جب کانگریس نے وزارت بنانے سے انکار کردیا تو انڈی پنڈنٹ پارٹی نے حکومت بنائی، جس کے سربراہ مسٹر محمد یونس بیرسٹر منتخب ہوئے، اس حکومت کی عمر بہت مختصر تھی، لیکن اس مختصر مدت میں اس نے ایسے کئی کارہائے نمایاں انجام دیئے جن کو تاریخی اہمیت حاصل ہے، بہار میں سرکاری طور پر اردو کا چلن اسی حکومت کا رہین منت ہے۔

مولانا محمد عثمان غنیؒ انگریزوں کے زبردست مخالف ہی نہیں؛ بلکہ کٹر دشمن تھے، دیو بند کی تعلیم کے علاوہ اس میں خاندانی پس منظر کا بھی اثر تھا، یہاں یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ آپ شاہ محمد زبیر اور شاہ محمد عمیر کے اپنے ماموں زاد بھائی تھے، بہار میں یہ خاندان اپنی حب الوطنی قوم پروری اور ایثار وقربانی کے لئے تعارف کا محتاج نہیں۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد فرقہ واریت کو عروج حاصل ہوا اور کانگریس نے اپنی اعلان شدہ پالیسیوں سے انحراف کرتے ہوئے پس روی اختیار کی تو آپ نے اس کی بھرپور قیادت کیا۔ اور تحریروں کے ذریعہ حکومت کو اپنی اصلاح کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن جب پانی سر سے اونچا ہونے لگا تو آپ کھل کر میدان میں آگیے، اور کانگریس حکومت کی غلط پالیسیوں کی بھرپور مخالفت کی اور سیاست میں بائیں بازو کے رجحان کی کھل کر حمایت کا اعلان کردیا۔

مولانا کی مضبوط رائے تھی کہ فرقہ واریت سے لوہا لینے کے لئے بائیں بازو کی قوتوں کا استحکام ضروری ہے، چنانچہ اس وقت جب مسلمان کمیونسٹ پارٹی سے جھجھک محسوس کرتے تھے آپ نے سیاسی بنیادوں پر کمیونسٹ کی حمایت کی اپیل کی۔

ایمرجنسی کا تاریک دور لوگوں کو یاد ہے، نس بندی کا زور شور تھا، لوگوں کی زبانیں گنگ تھیں، سیاسی طبقہ اس کی حمایت کرنے میں ہی عافیت سمجھنے لگا تھا، اس وقت ہندوستان میں جن چند علماء نے لازمی نس بندی کے خلاف آزاد بلند کی ان میں ایک مولانا بھی تھے۔

۸/دسمبر ۱۹۷۷ء کا آفتاب مسلمانان بہار کے لئے ایک سانحہ عظیم بن کر طلوع ہوا، اور شمع رشد وہدایت، عالم دین، ماہر فقہ، ایک صحافی اور جنگ آزادی کا مرد آہن ہم سے جدا ہوگیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی تحریک آزادی اور دور خلافت کی یادگار شخصیت جو آج ہم میں نہیں رہی، اس کی ذات پر علم وفضل کی ایک تاریخ اور سیاست تدبر کا ایک باب تمام ہوگیا۔ (بشکریہ آل انڈیا ریڈیو، پٹنہ)

اخبار جہاں | محمد عادل فریدی | تعلیم و روزگار

امن کا نوبل انعام بیلا روس، روس اور یوکرین کے نام

سال 2022 کے لیے امن کے نوبل انعام کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ یہ ایوارڈ انسانی حقوق کے بیلا روسی وکیل الیس بیالیاتسکی، روسی انسانی حقوق کی تنظیم ''میموریل'' اور یوکرین کی انسانی حقوق کی تنظیم ''سینٹر فار سول لبرٹیز'' کو دیا گیا ہے۔ سال 2022 میں امن کا نوبل انعام جیتنے والے اپنے اپنے ملک میں سول سوسائٹی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ کئی سالوں تک، انھوں نے اقتدار پر تنقید کی، حقوق کو فروغ دیا اور شہریوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کیا۔ انہوں نے جنگی جرائم، انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور اختیارات کے ناجائز استعمال کی فہرست بنانے میں اہم کردار بھی ادا کیا۔ یہ دونوں مل کر امن اور جمہوریت کے لیے سول سوسائٹی کی اہمیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ اس سے قبل یہ خبر بھی گردش کر رہی تھی کہ بھارت میں فیک نیوز کی تحقیق کرنے والے محمد زبیر اور پرتیک سنہا سال 2022 میں نوبل انعام جیتنے کے لیے نامزد ہونے والوں میں شامل ہیں۔ ٹائم کے مطابق، Altnews کے شریک بانی پرتیک سنہا اور محمد زبیر نوبل امن انعام کے لیے نامزد کیے جانے والوں میں شامل تھے۔ یہ نامزدگی ناروے کی پارلیمنٹ اور اوسلو کے پیس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (PRIO) نے کی تھی۔ (ای ٹی وی بھارت)

اقوام متحدہ کی افغان معیشت کی ڈرامائی صورتحال پر تشویش

طالبان کے اقتدار میں آنے کے بعد افغان معیشت کو صرف ایک سال میں تقریباً پانچ ارب ڈالر کا نقصان ہوا۔ یو این ڈی پی کی ایک رپورٹ کے مطابق افغانستان کی پچانوے سے ستانوے فیصد آبادی اب غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے۔ اقوام متحدہ نے اپنی ایک تازہ رپورٹ میں کہا ہے کہ طالبان کے اقتدار میں آنے کے بعد سے افغانستان کی معیشت کو ''تباہ کن تنزلی'' کا سامنا ہے۔ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جس معیشت کی تعمیر میں 10 سال لگے تھے، وہ ایک سال سے بھی کم عرصے میں زمین پر آ چکی ہے۔ اگست 2021ء میں طالبان کے اقتدار سنبھالنے سے قبل افغان معیشت کا حجم تقریباً 20 ارب ڈالر کی قومی مجموعی پیداوار (جی ڈی پی) کے ساتھ پہلے ہی بہت کم تھا۔ صرف ایک سال میں تقریباً پانچ ارب ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔ یہ تقریباً 10 سال کے جمع شدہ اثاثہ جات اور دولت تھی جو صرف 10 ماہ میں ختم ہو گئی۔

اگست 2021ء کے بعد سے کھانے پینے کی بنیادی اشیاء کی قیمتوں میں 35 فیصد اضافہ ہوا ہے، رپورٹ کے مطابق 2022ء کے وسط تک سات لاکھ ملازمتیں ختم ہو گئی ہیں، ہر پانچ میں سے ایک بچہ شدید غذائی کمی کے خطرہ کا شکار ہے اور یہ صورتحال خاص کر جنوبی افغانستان میں زیادہ تشویش ناک ہے۔

یو این ڈی پی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ رسمی معیشت کے خاتمے کی وجہ سے غیر رسمی معیشت کی اہمیت میں بھی اضافہ ہوا ہے، جو مجموعی گھریلو پیداوار کے بارہ سے اٹھارہ فیصد کی نمائندگی کرتی ہے، جبکہ ایک سال پہلے یہ شرح نو سے چودہ فیصد تھی۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

برطانیہ میں مذہب کی بنیاد پر حملوں میں سب سے زیادہ مسلمان نشانہ بنے

برطانوی حکام کے مطابق انگلینڈ اور ویلز میں مذہب کی بنیاد پر نفرت آمیز حملوں کا شکار ہونے والوں میں سر فہرست مسلمان ہیں۔ ہوم آفس کی جانب سے جاری اعداد و شمار کے مطابق سال 2021 کے مقابلے میں جنوری سے ستمبر 2022 تک مذہب کی بنیاد پر حملوں کی تعداد میں 26 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا جو ایک لاکھ 55 ہزار 841 بنتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق مذہبی نفرت سے متعلق 8 ہزار 307 رجسٹرڈ جرائم ہوئے جس میں 42 فیصد مسلمانوں اور 23 فیصد یہودیوں کو نشانہ بنایا گیا۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حالیہ برسوں میں نفرت انگیز جرائم میں اضافے کا رجحان بنیادی طور پر پولیس کی طرف سے جرائم کی ریکارڈنگ میں بہتری کی وجہ سے ہوا ہے، اس سے قبل 2016 میں یورپی یونین کے ریفرنڈم جیسے فرقہ وارانہ اور المناک واقعات کی پیروی اور 2017 میں لندن میں ہونے والے مہلک حملے تھے۔

رپورٹ میں کہا گیا کہ 2020 کے موسم گرما کے دوران ''بلیک لائیوز میٹر'' کے مظاہروں اور انتہائی دائیں بازو کے جوابی مظاہروں کے بعد مذہب کی بنیاد پر نفرت انگیز جرائم میں بھی اضافہ ہوا۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

☆ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ہفت روزہ ترجمان اخبار ہر سوموار کو طبع ہو کر پابندی کے ساتھ شائع ہوتا ہے اور سوموار و منگل دو دنوں کے اندر ڈاک کے حوالہ کر دیا جاتا ہے، یہ تین چار دنوں میں خریداروں تک پہونچ جاتا ہے، اگر یہ اخبار آپ تک پابندی سے نہیں پہونچتا یا ڈاکیہ ٹال مٹول کرتا ہو تو آپ اس کی اطلاع مندرجہ ذیل نمبر پر فون کر کے دفتر کو دیں تا کہ متعلقہ افسران سے رابطہ کر کے اسے آپ تک پہونچانے کی حتمی صورت نکالی جاسکے۔

☆ اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو گئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس ایپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ **(منیجر نقیب)**

2023 میں میٹرک (xth) کا امتحان دینے والے طلبہ وطالبات کے لیے امارت شرعیہ میں کوچنگ کا نظم

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ امیر شریعت بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت پر 2023 میں میٹرک کا امتحان دینے والے طلبہ وطالبات کیلئے امارت شرعیہ کیمپس میں امارت جونیئر پروگرام کے تحت معیاری کوچنگ کا نظم کیا گیا ہے جہاں ماہر اساتذہ کے ذریعہ میٹرک کے امتحان (سی بی ایس ای اور بہار بورڈ دونوں) کی تیاری کرائی جائے گی۔ اس کوچنگ کی مدت میٹرک امتحان سے قبل تک ہوگی اور تعلیم کا وقت دوپہر ساڑھے تین بجے سے چھ بجے تک ہوگا۔ نیز لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے الگ الگ کلاس کا نظم کیا گیا ہے۔ یہاں میٹرک کے تمام اہم سبجیکٹ میتھ (Math)، سائنس (Science)، انگریزی (English)، سوشل سائنس (Social Science) کی تیاری ماہر اساتذہ سے کرائی جائے گی۔ ایڈمیشن فیس ایک ہزار (-/1000) روپئے، ٹیوشن فیس ماہانہ سات سو روپئے (700) ہے۔ مگر جو طالب علم 95% حاضر ہوگا، اگر آخر میں اس کی کارکردگی (Performance) پچاس فیصد بچوں سے اچھی ہوگی تو ٹیوشن فیس، کورس مکمل ہونے پر واپس کر دی جائے گی۔ جو بچے زکوۃ کے مستحق ہیں ان کو صرف ایڈمیشن فیس دینی ہوگی۔ ایڈمیشن داخلہ ٹیسٹ (Entrance Test) کی بنیاد پر ہوگا۔ کوچنگ کا یہ نظم غیر رہائشی ہوگا، اس لیے پٹنہ ضلع سے باہر رہنے والے جو بچے اس میں شریک ہونا چاہیں گے انہیں اپنی رہائش کا خود انتظام کرنا ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شرکت کے لیے آن لائن رجسٹریشن جاری ہے خواہشمند طلبہ اس لنک پر آن لائن فارم بھر سکتے ہیں۔

(https://tinyurl.com/r30junior01)

یا مندرجہ ذیل موبائل پر واٹس ایپ کے ذریعہ میسیج کر کے رجسٹریشن کا لنک طلب کر سکتے ہیں۔ رجسٹریشن کے لیے کوئی فیس نہیں ہے۔

موبائل نمبر: 8252094905/8298969227/7903621729

مولانا نے مزید کہا کہ اس پروگرام میں صرف وہ بچے حصہ لیں جو اپنی محنت پر اعتماد رکھتے ہیں اور ہر روز کم از کم آٹھ سے دس گھنٹے خود سے اپنی پڑھائی میں لگا سکتے ہیں۔ اس لیے ان تمام طلبہ وطالبات سے جو 2023 میں میٹرک کا امتحان دینا چاہتے ہیں ان سے اپیل ہے کہ وہ اس سنہرے موقع کا پورا فائدہ اٹھائیں اور میٹرک کے امتحان کی بہترین تیاری کر کے امتحان میں اعلیٰ نمبرات سے کامیاب ہوں تا کہ آپ آئندہ اپنی کامیابی کے ساتھ قوم وملت کے کام آسکیں۔

جامعہ رحمانی مونگیر کے شعبہ دار الحکمت میں تقابلی انعامی مقابلہ

جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر کے سرپرست امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی ہدایت پر شعبہ دار الحکمت کے طلبہ نے النادی العربی کے تحت ایک تقابلی انعامی مقابلہ کا انعقاد کیا۔ جس میں دار الحکمت کے صف اول سے لے کر ثامن تک کے طلبہ نے جوش و جذبہ کے ساتھ حصہ لیا۔ اس انعامی مقابلہ میں طلبہ نے عربی اور انگریزی زبان میں مختلف عناوین پر بے تکلف روانی کے ساتھ تقریر کیا اور اپنی تقریری صلاحیت کا مظاہرہ کیا۔ اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے طلبہ نے عربی وانگریزی زبان میں مکالمہ (گفتگو) کر کے سامعین کی خوب داد وتحسین وصول کی۔ انعامی مقابلہ میں ایک دلچسپ ارتجالی مسابقہ کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں مختلف پرچیوں میں جنرل نالج کے کچھ سوالات درج تھے۔ طلبہ کو تین تین پرچیاں اٹھا کر ان میں درج سوالات کا جواب دینا تھا۔ طلبہ نے اس مقابلہ میں بھی برجستہ سوالات کا جواب دے کر شرکا کو خوب مسرور کیا۔ اس تقابلی پروگرام کا پورا انتظام و اہتمام دار الحکمت کے درجہ الصف العاشر کے طلبہ نے انجام دیا۔ خوبصورت اور منظم انتظام و اہتمام سے طلبہ نے اپنی انتظامی صلاحیت کا بھر پور جوہر دکھایا۔ مقابلہ میں اول دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو نقد انعام دیا گیا اور مقابلہ میں شریک ہونے والے دیگر تمام طلبہ کو بھی تشجیعی انعام سے نوازا گیا۔

انگریزی تقریر میں اول، دوم اور سوم پوزیشن منہاج رحمانی، اسجد رحمانی اور فرید رحمانی نے حاصل کیا۔ وہیں عربی تقریر میں محمد عادل، محمد مختار اور محمد فیضان نے اول دوم اور سوم پوزیشن حاصل کیا۔ اس کے علاوہ عربی محادثہ، انگریزی کنورسیشن اور جنرل نالج کے ارتجالی مقابلہ میں محمد فرید رحمانی، حسنین، رحمت اللہ، حذیفہ، یوسف، نوید اور حارث نے پوزیشن حاصل کی۔

جامعہ رحمانی میں مصر کے عربی زبان وادب کے استاذ شیخ تہامی ابونعمہ نے عربی زبان میں خطاب کر کے طلبہ کی خوب ستائش کی اور ان کے روشن مستقبل کے لئے دعائیں کی۔ اخیر میں جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر کے ناظم تعلیمات جناب مولانا عبدالدیان صاحب رحمانی نے طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ناصحانہ کلمات کہے اور عربی زبان وادب کی اہمیت وافادیت پر قیمتی روشنی ڈالی۔

پروگرام میں دار الحکمت کے اساتذہ جناب مولانا صالحین ندوی، مولانا شمشیر حیدر قاسمی، مفتی حسن آزاد قاسمی، مفتی معین کوثر قاسمی، مفتی ثناء اللہ قاسمی، قاری احسان قاسمی، مولانا عبدالاحد رحمانی ازہری، مولانا عبدالعلیم رحمانی ازہری، فضل رحمن رحمانی، قاری وسیم بطور مدعوین خصوصی شریک تھے۔

پروگرام میں حکم کے فرائض جناب مولانا وجیہ القمر ندوی، مولانا محمد نورالدین ندوی ازہری اور مفتی حسن آزاد قاسمی صاحبان نے انجام دئے۔ وہیں نظامت الصف العاشر کے طالب علم محمد مشکور رحمانی اور محمد آصف رحمانی نے انجام دئے۔ حضرت مولانا عبدالدیان صاحب رحمانی کی دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ کی جانب سے مدرسہ عظمتیہ نوادہ میں مفت ہیلتھ جانچ کیمپ

تین سو سے زائد برادران وطن کے ساتھ تیرہ سو مریضوں نے ہیلتھ کیمپ سے استفادہ کیا

مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی جانب سے ضلع نوادہ کے مشہور دینی ادارہ دارالقرآن مدرسہ عظمتیہ انصارنگر میں ۲/اکتوبر کو صبح 10 بجے سے 4 بجے شام تک مفت ہیلتھ جانچ کیمپ لگایا گیا اس موقع پر افتتاح تقریب میں رکن شوریٰ امارت شرعیہ حضرت مولانا قاری شعیب احمد صاحب نے فرمایا ہم شکر گذار ہیں امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ اور نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی وقائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کا اور ساتھ ہی مولانا سجاد میموریل اسپتال کے سکریٹری مولانا سہیل احمد ندوی صاحب اور تشریف لانیوالے تمام ڈاکٹر حضرات کا کہ ضلع نوادہ کے باشندگان کے استفادہ کیلئے مفت ہیلتھ کیمپ کا انعقاد کرنے کا فیصلہ کیا اور مختلف امراض کے ماہر ڈاکٹر تشریف لائے اللہ بہتر بدلہ عنایت فرمائے امارت شرعیہ الحمدللہ ہمہ جہت خدمات میں مصروف ہے اللہ نے امارت شرعیہ کی شکل میں ہم سب کو ایک بڑی نعمت دی ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم اس ادارہ کے کاموں میں حصہ بھی لیں اور اللہ تعالیٰ سے دعاء بھی کریں مولانا محمد نصیرالدین مظاہری دفتر نظامت امارت شرعیہ نے کہا کہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کا مولانا سجاد میموریل اسپتال خدمت خلق کے میدان میں اپنی منفرد شناخت رکھتا ہے، کم خرچ میں بہتر علاج اس اسپتال کی خصوصی پہچان ہے، روزانہ سیکڑوں ضرورت مند مریض بلاتفریق مذہب اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، ضرورت مند مریضوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچانے کے لیے اسپتال کی جانب سے وقتاً فوقتاً مفت ہیلتھ چیک اپ کیمپ کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے جس سے ہزاروں مریضوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ اسپتال کی جانب سے نوادہ میں آج ہیلتھ کیمپ مکمل مفت لگایا گیا جو یقیناً امارت شرعیہ کی جانب سے ایک بڑی خدمت ہے اس موقع پر ضلع انتظامیہ کے افسران میں ڈی ایس پی، سنئیر پولس نسکپٹر مقامی تھانہ کے پولس اہلکار بھی کثیر تعداد میں موجود تھے ان حضرات نے بھی امارت شرعیہ کے کاموں کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بہت بڑا کام ہے کہ مفت دوا علاج کیلئے کیمپ لگایا جارہا ہے ہمیں بہت خوشی محسوس ہورہی ہے، کیمپ کا آغاز 10 بجے دن سے ہوا اور 4 بجے شام تک جاری رہا کیمپ میں تین سو سے زائد برادران وطن کے ساتھ کل تیرہ سو تہتر سے مریضوں نے استفادہ کیا اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں قاری شعیب احمد قاری مقصود احمد نعمانی قاری شوکت مظاہری قاری شہادت حسین قاسمی مولوی طارق انور قاضی ضیاء الدین مظاہری مولانا نظام الدین مظاہری مولانا نصیرالدین مظاہری قاری اسلام الحق مولانا ابوالعاص مولانا طلحہ مولانا منت اللہ جہانگیر عالم برکت اللہ خان ایڈوکٹ سیف الرحمٰن محمد وسیم بنٹی محمد افروز عالم خاں محمد انصارالاسلام حافظ فصیح احمد حافظ سرفراز مولانا معظم علی وارث شہاب الدین حافظ فیض احمد حافظ انور فخرالدین ڈاکٹر شاہد ڈاکٹر کمال سمیع احمد الحاج شاہد حسین الحاج ذوالفقار حافظ ولی رحمانی وغیرہم نے کافی جدوجہد کیا اللہ بہتر بدلہ عنایت فرمائے دانت، آنکھ، کان، ناک، گلہ، ہارٹ و دماغ ونس زنانہ امراض کے اور جنرل فیزیشین ڈاکٹروں نے مریضوں کو مفت دیکھا اور حسب ضرورت مفت دوائیں بھی دی نیو پتھولوجی جانچ گھر انصارنگر اور اے اسکوائر جانچ گھر خان کالونی انصارنگر کی جانب سے بلڈ سوگر، ہیموگلوبن، بلڈ گروپ ودیگر جانچ مکمل مفت کیا گیا اس کیمپ میں ڈاکٹر ایس نثار احمد جنرل فیزیشین، ڈاکٹر ایس جی ایم اشرفی جنرل فیزیشین، ڈاکٹر صبا احمد جنرل فیزیشین، ڈاکٹر رابعہ کشفی گائینوکولوجسٹ، ڈاکٹر ایس اے اے نوشاد آئی اینڈ ای این ٹی اسپیشلسٹ، ڈاکٹر سید یاسر حبیب ڈینٹسٹ، ڈاکٹر سید نظیرالحق ڈینٹسٹ، ڈاکٹر شہباز ڈینٹسٹ اپنی خدمات پیش کیں اور مریضوں کو استفادہ کا موقع فراہم کیا اس موقع پر شہر وضلع کے علمائے کرام ائمہ عظام ودانشوران قوم وملت بطور خاص موجود تھے۔

امارت شرعیہ کے کئی قضاۃ سرکاری میرج اینڈ ڈائیورس رجسٹرار مقرر

مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے قاضی شریعت جناب مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے اپنے ایک اخباری بیان کے ذریعہ خبر دی ہے کہ امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ذیلی دارالقضاء کے کئی قضاۃ کرام کو بنگال مسلم میرج اینڈ ڈائیورس رجسٹریشن ایکٹ 1876 کے تحت سرکاری میرج اینڈ ڈائیورس رجسٹرار مقرر کیا گیا ہے۔ جن قضاۃ کو سرکاری میرج اینڈ ڈائیورس رجسٹرار بنایا گیا ہے، ان میں مولانا محمد قیصر صاحب قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ مظفرپور، مولانا مفتی ثناء اللہ قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ ہزاری باغ اور مولانا محمد وسیم صاحب قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ گیا شامل ہیں۔ واضح ہو کہ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مرکزی اور 82 ذیلی دارالقضاء کے ذریعہ مسلمانوں کے نکاح، خلع، طلاق، فسخ نکاح، ولایت، کفالت، وراثت ودیگر عائلی مسائل اور تنازعات کا حل شریعت اسلامی اور مسلم پرسنل لا کے تحت کیا جاتا ہے۔ بہت سے شادی شدہ جوڑوں کو بعض قانونی، دفتری اور سرکاری امور کے لیے نکاح کے سرٹیفکٹ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لیے پہلے سے مرکزی دارالقضاء کے قاضی شریعت مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی، نائب قاضی شریعت مولانا مفتی وصی احمد قاسمی، نائب قاضی شریعت مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی، مولانا مفتی محمد اعجاز عالم قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ دملہ، ضلع مدھوبنی، مولانا محمد سعود عالم قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ جمشید پور اور مولانا مفتی زبیر احمد قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ آسنسول ضلع بردوان (مغربی بنگال) کو پہلے سے ہی میرج اینڈ ڈائیورس رجسٹرار کا درجہ حاصل ہے۔ جبکہ کئی مرکزی اور ذیلی قضاۃ کو سرکاری میرج اینڈ ڈائیورس رجسٹرار مقرر کرنے کی کارروائی چل رہی، امید ہے کہ مستقبل قریب میں کئی مزید سرکاری میرج اینڈ ڈائیورس رجسٹرار کی نامزدگی ہوگی۔

جامعہ شاہ ولی اللہ نئی دہلی کے تحت اصلاحی مجلس کا انعقاد، وفد امارت شرعیہ کا پرتپاک استقبال

لکشمی نگر واقع للیتا پارک ایک مینار جامع مسجد میں جامعہ شاہ ولی اللہ کے تحت ایک روحانی واصلاحی مجلس کا انعقاد کیا گیا جس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی صاحب کی قیادت میں امارت شرعیہ کے علماء کے ایک موقر وفد نے شرکت کی، اس وفد میں مولانا مفتی عبیداللہ قاسمی استاد حدیث دارالعلوم الاسلامیہ پھلواری شریف پٹنہ، مولانا محمد ابوالکلام شمسی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا عبداللہ انس قاسمی اور مولانا مفتی آفتاب بزمی قاسمی صاحب شریک تھے۔ شرکاء مجلس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا مفتی عبیداللہ قاسمی صاحب نے مسلمانوں کی اخلاقی کمزوریوں کا خصوصی طور پر تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حالات میں ہماری رسوائی اور بے بسی کی بنیاد اسلامی نظامِ زندگی سے دوری اور اپنے ہی لوگوں کی منافقت اور کینہ پروری ہے۔ انھوں نے مسلمانوں سے اپنے طرزِ زندگی کا محاسبہ کرنے قرآن کریم کی تلاوت، نماز اور مراقبہ کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے تعلق مع اللہ کو مضبوط کرنے اور اخلاق ومعاملات کو بہتر بنانے کی دعوت دی، اسی موقع پر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی اور دیگر شرکاء وفد کی خدمت میں دہلی کے ممتاز علماء کرام کے ہاتھوں استقبالیہ پیش کیا گیا۔ استقبالیہ پیش کرنے والوں میں جمعیۃ سدبھاؤنا منچ کے کنوینز مولانا جاوید صدیقی قاسمی، آل انڈیا امام فاؤنڈیشن کے چیرمین قاری عارف قاسمی، سماجی کارکن حاجی معظم لڈو، حاجی یوسف، رکن شوری امارت شرعیہ مولانا عبدالسبحان قاسمی، مولانا عظیم اللہ صدیقی قاسمی، ڈاکٹر مفتی آصف اقبال قاسمی، مولانا ضیاء اللہ قاسمی جمعیت علماء ہند، جمعیۃ علماء صوبہ دہلی دینی تعلیمی بورڈ کے جنرل سیکرٹری قاری عبدالسمیع اور شیخ الجامعہ مفتی عبدالواحد قاسمی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ اس سے قبل جامعہ کے تحت چلنے والے مذکورہ مکتب کے سرپرست اعلیٰ اور خطیب مسجد مفتی عبدالواحد قاسمی نے موجودہ حالات کے تناظر میں مدارس ومکاتب کی اہمیت کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان اپنے اپنے محلے کے مساجد میں مکتب کے نظام کو مستحکم کریں اور مسجد سے وابستہ کاموں کے دائرے کو وسعت دیں۔ اس سے قبل سامعین سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر مفتی آصف اقبال قاسمی شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی نے قرآن کے دعوتی پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ آج قرآن کے انسانی ودعوتی پیغام کو مؤثر زبان واسلوب میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ اس موقع پر مفتی عبدالواحد قاسمی نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کے پانچ رکنی وفد کا مقصد جہاں اصلاح وتزکیہ نفس ہے وہیں امارت شرعیہ کے تحت چلنے والا ادارہ دارالعلوم الاسلامیہ کے لیے مالی فراہمی بھی ہے، مفتی عبدالواحد قاسمی نے بتایا کہ اس سلسلہ میں مولانا عبدالسبحان قاسمی نے ہر ممکن تعاون پیش کیا ہے اور چونکہ آپ امارت شرعیہ پٹنہ کے رکن شوری بھی ہیں اس لئے امارت کے تعلق سے بڑے فکرمند بھی رہتے ہیں اس موقع پر سماجی کارکن محمد علی صدیقی، مولانا ضیاء اللہ قاسمی، سی اے منظر سی اے، اسفر کلام، عبدالخالق بھائی، ابومحمد بھائی، دور جدید کے ایڈیٹر ایس ٹی رضا، وغیرہ کے علاوہ قرب وجوار کے دانشوران ودیگر ذمہ داران نے کافی تعداد میں شرکت کی۔

پیغمبر اسلام کی زندگی سے برادران وطن کو واقف کرانا وقت کی اہم ضرورت: نائب امیر شریعت

ماہ ربیع الاول کی اہمیت وافادیت پیش کرتے ہوئے نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے ای ٹی وی بھارت کو دیے گئے انٹرویو میں کہا کہ قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ

"آئے دنیا میں بہت پاک ومکرم بن کر ☆☆☆ کوئی آیا نہ مگر رحمت عالم بن کر"

ربیع الاول کا مہینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا مہینہ ہے، یقیناً اس مہینہ میں عالم انسانیت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت بنا کر اس دنیا میں بھیجا گیا تھا جس وجہ سے آپ کو رحمۃ اللعالمین کہا جاتا ہے۔ آج نبی کریم صلی اللہ علیہ کی زندگی کے اس پہلو سے ہمارے برادران وطن ناواقف ہیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے برادران وطن کو واقف کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ذات، قبیلہ یا مذہب کے لئے بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ آپ عالم انسانیت کے لیے مبعوث ہوئے تھے، آپ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا گیا تھا اور آپ دنیا سے جب پردہ فرمارہے تھے تو اس وقت بھی اتحاد واتفاق اور انسانیت کی بات کر رہے تھے۔

انہوں نے کہا قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کی گئی ہیں، آپ ؐ نے اپنے اخلاق وکردار سے ہر گوشہ اور ہر شعبہ حیات کو متاثر کیا ہے۔ عبادات، معاملات، اخلاقیات، گھریلو مسائل اور معاشرتی طور پر آپ صل اللہ علیہ وسلم نے ایک نمونہ پیش کیا ہے جو عالم انسانیت کے لیے ایک نمونہ اور لائق تقلید ہے۔

نائب امیر شریعت نے کہا کہ اس زمانہ میں بارہ ربیع الاول کے موقع پر جس طرح سے خرافات کیا جاتا ہے، ڈی جے اور بے ہودہ عمل کئے جاتے ہیں یہ یقیناً افسوسناک ہے، جس نیک کام کے لئے آپ باہر نکلے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور تعلیمات سے دوسروں کو روشناس کرائیں مگر آپ خود غلط طریقہ اختیار کر کے رسوائی اور لوگوں کی تکلیف ومشقت کا سبب بن گئے۔

مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے مزید کہا کہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو نہ صرف عام کیا جائے بلکہ اپنے برادران وطن کے سامنے بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سوانح پیش کریں، برادران وطن میں بھی ایک بڑی تعداد ہے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعتیہ کلام اور مدحیہ تحریریں لکھ کر خراج عقیدت پیش کی ہیں۔ جب ہم ایسے لوگوں کو جوڑیں گے تو ہمارے ملک کی فضا بدلے گی اور محبت اور بھائی چارہ قائم ہوگا۔ جو لوگ بھی مذہب کی بنیاد پر ہندو مسلم بھائی چارہ میں تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ ناکام ثابت ہوں گے۔

Users\Aadil\Downloads\final -10-10-2022.inp 10/7/2022 11:22 PM PAGE 10 (1,1)

جہاں حجاب نہیں، وہاں جمال نہیں

ڈاکٹر سمیحہ اصیل

موجودہ دور میں عالمی استعماری قوتوں نے اُمت مسلمہ پر تہذیبی یلغار کرتے ہوئے اسلامی شعائر کو ہدف بنایا ہوا ہے۔ جہاد، ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، خاندانی نظام اور حجاب ان کے خصوصی اہداف ہیں۔ ہر جگہ پر شعائر کو جو اسلامی تہذیب و ثقافت کی علامات ہیں، کو انتہا پسندی، قدامت پرستی اور دہشت گردی سے جوڑا جارہا ہے۔ فرانس، ہالینڈ اور ڈنمارک میں حجاب پر پابندی عائد کی جاچکی ہے۔ ترکی میں یہ ایک گز کا ٹکڑا اتنی خطرناک علامت بن چکا تھا کہ ایک جمہوری حکومت کو کمزور بنانے کے دروازے بند کیے جارہے تھے۔ لیکن ترکی میں اب یہ منظر بدل رہا ہے اور اب ایران اس کے لپیٹ میں آگیا ہے۔ حجاب اُمت مسلمہ کا وہ شعار، مسلم خواتین کا وہ فخر و امتیاز جو اسلامی معاشرے کو پاکیزگی عطا کرنے کا ایک ذریعہ ہے استعمار کا سالہا سال کی سازشوں کے نتیجے میں آج بھرپور حملوں کی زد میں ہے۔ مسلم دنیا کو پاکیزگی سے ہٹا کر بے حیائی کی دلدل میں دھکیلنا اور عورت کو ترقی کے نام پر بے حجاب کرنا شیطانی قوتوں کا ہمیشہ سے ہدف رہا ہے۔ شیطان کی سب سے پہلی چال جو اس نے انسان کو فطرت کی سیدھی راہ سے ہٹانے کے لیے چلی تھی کہ اس کے جذبہ شرم و حیاء پر ضرب لگائے۔ اس کے شاگردوں کی یہ روش آج تک قائم ہے۔ ان کے یہاں ترقی کا کوئی کام اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک عورت حجاب سے باہر نہ آجائے۔ حیاء کو دقیانوسیت قرار دیا جاتا ہے۔ پردے کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ قرار دیا جاتا ہے اور طرح طرح سے برقعہ و چادر کے مذاق اُڑائے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ: ☆ پردہ وحجاب عورت کو تقدس ہی نہیں، تحفظ بھی عطا کرتے ہیں۔ یہ شیاطین اور اس کے حواریوں کی غلیظ نگاہوں سے بچنے کے لیے ایک محفوظ قلعہ ہے۔

☆ برقعہ اور چادر معاشرے سے بے حیائی کی جڑ کاٹ دیتے ہیں۔ جب عورت پردہ اتار پھینکتی ہے تو اس کی مثال اس سپاہی کی سی ہے جو اپنی زرہ اتار پھینکتا ہے اور دشمن کا تر نوالہ بن جاتا ہے۔ ☆ عورت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمان کے بعد خوبصورت ترین تحفہ پردہ عطا ہوا ہے۔ جو اس کی عزت ناموس کی حفاظت کے لیے ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔ ☆ پردہ عورت کو ظاہری نمود و نمائش اور غیر ضروری اخراجات سے روکتا ہے، سادگی سکھاتا ہے۔ ☆ پردہ عورت کی زینت ہے، شرم و حیا اس کا زیور ہے اور اس زیور کی حفاظت پردے کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ ☆ پردہ عورت کو بلاضرورت گھر سے باہر جانے سے روکتا ہے، جس سے وہ اپنے گھریلو فرائض کو احسن انداز سے سرانجام دے سکتی ہے۔ یہی وہ عمل ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کا جہاد کہا ہے۔ ☆ ایسی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے کہ جو لباس پہن کر بھی ننگی رہتی ہیں اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو کئی ہزار میل دور سے آتی ہے۔

چادر اور چہار دیواری تو عورت کے تحفظ کے عنوان ہیں اور عورت کا تحفظ، خاندان کے استحکام، نئی نسلوں کی تربیت کے انتظام اور معاشرتی استحکام کا ضامن ہے۔ شیطان کے چیلوں نے کتنا بڑا وار کیا کہ دونوں کو متنازعہ بنا کر عورت کو گھر اور پردے سے نکال کر پوری انسانیت کو نہ صرف ذلت سے دوچار کردیا ہے، بلکہ انسانیت کا مستقبل ہی داؤ پر لگا دیا ہے۔ مغرب، خاندان اور معاشرتی لحاظ سے تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ عورت بے پردہ ہوئی تو بن بیاہی مائیں بننے پر معاشرے میں کوئی عار نہ رہا۔ ناجائز بچوں کی کثرت ہوگئی۔ ہر تیسری شادی طلاق پر ختم ہونے لگی۔ معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا۔ جنسی بیماریوں نے ایڈز کی سنگین صورت اختیار کرلی۔ ڈیپریشن اور ذہنی امراض کی وجہ سے خودکشیوں میں اضافہ ہوگیا۔ مغربی اقوام اپنے اس معاشرتی انتشار کے بعد مسلمانوں کو بھی اس کا شکار کرنا چاہتے ہیں (cosmetics) کاسمیٹکس کی صنعت کو زوال سے بچانا بھی ان کا مقصد ہے۔

حجاب پر پابندیاں عائد کرنے کا کھیل انہی طاقتوں کا ہے جنہیں مسلمانوں کا مضبوط خاندانی نظام اور معاشرتی استحکام ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ مسلمان خواتین نے پورے شعور کے ساتھ اپنے رب کی رضا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے لیے یہ شعار پسند کیا ہے اور ان شاءاللہ مشرق و مغرب کا کوئی آزادی پسند یہ اتروا بھی نہیں سکتا۔ ان کا حق اگر حیا باختگی اور برہنگی ہے تو مسلم خاتون کا حق حجاب اور حیاء پر کاربند ہونا ہے۔ طاغوت اور اس کے حواریوں سے نہ کل ہم ڈرتے تھے نہ آج ہمیں ان کا کوئی خوف ہے اور جب تک ہماری گردنوں پر ہمارے سر سلامت ہیں۔ ہم شعائر اسلامی کی ترویج و حفاظت کا فریضہ ادا کرتے رہیں گے۔ ان شاءاللہ۔

حقیقت یہ ہے کہ حجاب (برقعہ۔ چادر۔ عبایا گاؤن کچھ بھی کہہ لیں) تو اسلام کا کلچر ہے اور فحاشی و بے حجابی شیطان کی روایت ہے جس کا اعلان خود ربِ کائنات نے کیا ہے۔ ''اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، تمہیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ (وہ اللہ نے فرمائی ہیں)'' (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 129) عورت کو چادر، ڈوپٹے سے بے نیاز اور بے حجاب کردینا ہی متبعین ابلیس کا مطلوب و مقصود ہے۔ مسلمان عورت کا شعار حجاب ہے، پردہ ہے، مکمل لباس ہے۔ خواہ چادر کی صورت میں یا گاؤن کی صورت میں اور چادر محض گرمی اور سردی سے بچانے والی نہیں، ہمیں جان لینا چاہیے یہ ہمارے رب کا حکم ہے اور شارع نے یہ حکم دیتے ہوئے جو مقصد بتایا تھا وہ ہمیں جان لینا چاہیے فرمایا کہ: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادروں کا پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے، تاکہ وہ پہچان لی جائیں ورنہ ستائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے''۔ (سورۃ الاحزاب: 59) یعنی پہچان لی جائیں کہ یہ شریف اور باحیا عورتیں ہیں، مومن عورتیں ہیں، ممتاز ہیں، پاکباز ہیں تاکہ شیطان کے ایجنٹ ان سے کوئی چھیڑ خوانی نہ کرسکیں۔ ایک تصور اور حلیہ مغربی عورت کی پہچان ہے اور ایک تصور فاطمۃ الزہرہؓ کا ہے جو مسلمان عورت کی پہچان ہے۔ مغرب کے دوہرے معیار کو دیکھیں ایک جانب بے حیا عورت کی یہ مادر پدر آزادی ہے جس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں۔ دوسری جانب ایک مسلمان عورت اگر حجاب میں باہر آنا چاہتی ہے تو اس کے لیے کوئی شخصی آزادی نہیں، مغرب حجاب سے ایسے خوفزدہ ہے جیسے یہ کوئی بم ہو جو انہیں تباہ کردے گا۔

ایک لطیف نکتہ بیان کیا جاتا ہے کہ کعبہ پر غلاف ہے، تاکہ معلوم ہو کہ یہ کوئی عام جگہ نہیں، مسلمانوں کا قبلہ ہے، بیت اللہ ہے، قرآن پر غلاف ہے معلوم ہو کہ مقدس کتاب ہے، ''کتاب اللہ'' ہے، عام کتاب نہیں، عورت پر حجاب ہے معلوم ہو کہ عام عورت نہیں 'مسلمہ' ہے اور پردہ اس کا شعار ہے۔

حجاب محض سر پر رکھے جانے والے ڈیڑھ گز کپڑے کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک مجموعۂ احکام کا نام ہے۔ یہ اسلام کے نظام عفت و عصمت کا نام ہے جو معاشرے کو پاکیزگی بخشتا ہے، عورت کو توقیر عطا کرتا ہے، خاندانوں کو محفوظ و مستحکم کرتا ہے اور باہمی اعتماد کی بحالی کے ذریعے محبتوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

قصہ کانگریس صدر کے الیکشن کا

معصوم مرادآبادی

آج کل کانگریس کے صدارتی انتخاب کا مسئلہ شہ سرخیوں میں ہے۔ ملک کی سب سے قدیم پارٹی کی صدارت نہرو خاندان کے ہاتھوں میں ہی رہے گی یا پھر یہ ذمہ داری پارٹی کے کسی دیگر لیڈر کے سپرد ہوگی؟ یہ کہنا ابھی مشکل ہے اور اس کا پتہ تو اگلے ماہ ہی پتہ چل پائے گا، جب پارٹی صدارت کا باقاعدہ انتخاب ہوگا۔ مگر اس انتخاب کے حوالے سے جو سرگرمیاں چل رہی ہیں، اس میں پارٹی کے اندر ایک نیا خلفشار پیدا ہونے کے آثار بھی نظر آنے لگے ہیں۔ کیونکہ جہاں خاندانی قیادت اس پارٹی کی سب سے بڑی کمزوری ہے، تو وہیں کئی اعتبار سے وہ اس کی طاقت بھی ہے۔ نہرو خاندان سے پارٹی کا صدر ہونے کی صورت میں جہاں اندرونی اتحاد قائم رہتا ہے تو وہیں خاندان سے باہر پارٹی قیادت پہنچنے کی صورت میں رسہ کشی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، کیونکہ پارٹی کے سبھی لیڈر خود کو اس عہدے کا اہل سمجھتے ہیں۔ یہ بات سبھی کو معلوم ہے کہ کانگریس پارٹی میں انتظامی عہدوں کو بھی وہی اہمیت حاصل رہی ہے، جو وزارت کی کرسیوں کو حاصل ہے۔ اس لیے کانگریس میں معمولی معمولی عہدوں کے لیے بھی اچھی خاصی کھینچ تان ہوتی رہی ہے۔ یہاں تو معاملہ پارٹی کی قیادت سنبھالنے کا ہے تو اس مسئلہ پر جو کھینچ تان ہوسکتی ہے، اسے آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے جس کانگریس پارٹی نے کسی زمانے میں تحریک آزادی کی قیادت کی تھی، وہ آج خود قیادت کے بحران سے دوچار نظر آتی ہے۔ یہ بحران صرف قیادت کی حد تک نہیں ہے، بلکہ آج پارٹی کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ اپنے وجود کو بچانے کا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ آج کانگریس پارٹی اپنے بقا کی جنگ لڑ رہی ہے تو بے جا نہیں ہوگا۔ حکمراں بی جے پی نے پہلے ہی 'کانگریس مکت' ہندوستان کا نعرہ اچھال رکھا ہے اور وہ ہر اس صوبے میں جہاں کانگریس کا وجود باقی ہے، اسے ختم کرنے کی حکمت عملی پر گامزن ہے۔ اقتدار اور دولت کا لالچ دے کر کانگریسی ارکان اسمبلی کو توڑ کر بی جے پی میں شامل کرنے کی خبریں روز کا معمول بن چکی ہیں۔ حال ہی میں گوا میں کانگریس کے آٹھ ممبران اسمبلی بی جے پی میں شامل ہوئے ہیں۔ بی جے پی کا سب سے بڑا الزام یہی ہے کہ کانگریس ایک خاندان کی پارٹی ہے اور اس میں کوئی داخلی جمہوریت نہیں ہے۔ کانگریس کے سینئر لیڈر غلام نبی آزاد کی پارٹی سے علاحدگی بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ انہوں نے اپنے طویل استعفیٰ نامے میں پارٹی کی قیادت اور خود راہل گاندھی پر جو الزامات عائد کئے ہیں، ان میں بعض باتیں ایسی ضرور ہیں، جو کانگریس کے داخلی بحران کو اجاگر کرتی ہیں۔

آزادی کے بعد نہرو- گاندھی خاندان کا ہی کوئی فرد کانگریس کی قیادت کرتا رہا ہے اور وہی کانگریس کے سیاہ و سفید کا مالک بھی رہا ہے۔ سیتارام کیسری کے سوا اب تک نہرو۔ گاندھی خاندان کے کسی فرد کے ہاتھوں میں ہی پارٹی کی کمان رہی ہے۔ لیکن یہ وہ دور تھا جب پارٹی کا ستارہ عروج پر تھا اور پورے ملک میں اس کا طوطی بولتا تھا۔ لیکن جب سے پارٹی کے ستارے گردش میں ہیں اور اس کے ہاتھوں سے ملک کی باگ ڈور چھوٹی ہے تب سے کانگریس صدر کا عہدہ کانٹوں کا تاج بن کر رہ گیا ہے۔ بیشتر وقت اس کی کمان سونیا گاندھی کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ لیکن چونکہ سونیا گاندھی اپنی بگڑتی ہوئی صحت اور سیاسی ماحول کی وجہ سے اس عہدے سے سبکدوش ہونا چاہتی ہیں۔ ایسے میں سب کی نظریں ان کے بیٹے راہل گاندھی پر لگی ہوئی ہیں، جو 2017 میں پارٹی کے صدر بنے تھے، لیکن 2019 کے عام انتخابات میں ملنے والی شکست فاش نے انہیں اس حد تک بددل کیا کہ انہوں نے شکست کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے پارٹی کی صدارت چھوڑ دی۔ تب سے سونیا گاندھی ہی پارٹی کی عبوری صدر ہیں۔

سبھی جانتے ہیں کہ کانگریس میں باقاعدہ صدر کا انتخاب ہوتا ہے۔ اس حقیقت سے قطع نظر کہ اس میں کتنی شفافیت اور غیر جانبداری برتی جاتی ہے، یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ پارٹی لیڈر کو ہی اپنے صدر کے انتخاب کا حق حاصل ہے جبکہ حکمراں بی جے پی میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے اور اس کا صدر آر ایس ایس کی دیگر تنظیموں کی طرح ناگپور میں طے ہوتا ہے۔ کانگریس کے نئے صدر کے چناؤ کے لئے آئندہ 17؍اکتوبر کی تاریخ طے کردی گئی ہے اور اس کے لئے نامزدگیاں داخل کرنے کا عمل 24؍ستمبر سے شروع ہے۔ اس عہدے کے فطری امیدوار راہل گاندھی آج کل 'بھارت جوڑو یاترا' پر ہیں، اس یاترا کو کیرل میں جو مقبولیت حاصل ہورہی ہے، اس سے راہل گاندھی کا سیاسی قد یقیناً بلند ہورہا ہے۔ وہ اپنی یاترا کے دوران عوام کے بنیادی مسائل اٹھا رہے ہیں اور لوگ جوق درجوق ان کے شانہ بشانہ چل رہے ہیں، لیکن ان کی اس یاترا سے بھارت کس حد تک جڑے گا، یہ کہنا ابھی مشکل ہے۔ کیونکہ نفرت کی آبیاری اس حد تک کردی گئی ہے کہ لوگ صحیح خطوط پر سوچنے کو تیار نہیں ہیں۔

راہل گاندھی کے بارے میں ابھی یہ واضح نہیں ہے کہ آیا وہ پارٹی صدارت کا الیکشن لڑیں گے یا نہیں؟ کیونکہ وہ اس سوال کا کوئی واضح جواب نہیں دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس معاملہ میں گومگو کی کیفیت برقرار ہے۔ پارٹی کے اندر ایک بار پھر راہل کو صدر بنانے کے مطالبات تیز ہوگئے ہیں۔ کئی صوبوں کی کانگریس کمیٹیوں نے ان کے لیے ریزولیوشن پاس کئے ہیں۔ راجستھان، گجرات، چھتیس گڑھ کے بعد تمل ناڈو، مہاراشٹر، جموں و کشمیر اور بہار کی کانگریس اکائیوں نے ایک بار پھر راہل سے پارٹی کمان سنبھالنے کا مطالبہ کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر راہل نے صدارت کا چناؤ لڑنے سے انکار کردیا تو پھر ان کی جگہ کون لے گا۔ اس سلسلہ میں جو نام سب سے آگے چل رہا ہے وہ راجستھان کے وزیراعلیٰ اشوک گہلوت کا ہے۔ پارٹی ذرائع کا کہنا ہے کہ سونیا گاندھی بھی ان کے حق میں ہیں۔

اشوک گہلوت نے کہا ہے کہ وہ راہل گاندھی کو صدارت کا چناؤ لڑنے پر آمادہ کریں گے۔ اگر راہل نہیں مانے تو گہلوت کو صدارتی انتخاب کے لئے نامزدگی داخل کرنے سے کوئی پرہیز نہیں ہوگا۔ اس دوران پارٹی کے ایک اور لیڈر ششی تھرور نے سونیا گاندھی سے ملاقات کرکے صدارتی چناؤ لڑنے کی خواہش ظاہر کی ہے، لیکن تھرور چونکہ کانگریس کے ناراض گروپ 23 سے تعلق رکھتے ہیں جو ان کی امیدواری کے لیے مسئلہ بن سکتی ہے۔ اشوک گہلوت نے عندیہ دیا ہے کہ وہ پارٹی کی صدارت سنبھالنے کے بعد بھی راجستھان کے وزیراعلیٰ بنے رہیں گے۔ انہیں خدشہ ہے کہ اگر انہوں نے وزیراعلیٰ کی کرسی چھوڑی تو ان کے حریف سچن پائلٹ وزیراعلیٰ بن سکتے ہیں۔ گہلوت نے اپنے ممبران اسمبلی کی میٹنگ بھی کی ہے اور عندیہ دیا ہے کہ وہ راجستھان چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ کانگریس کا ایک بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ جو لیڈر جس جگہ قابض ہے وہ مرتے دم تک وہیں رہنا چاہتا ہے اور نئی نسل کو موقع نہیں دینا چاہتا۔ اس سوچ نے ماضی میں بھی پارٹی کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور آگے بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

حضرت مولانا عثمان غنی رحمۃ اللہ علیہ

حماد الاعظمی القاسمی

ہندوستان کے علمی ودینی حلقوں میں مولانا عثمان غنی صاحب کی وفات کا صدمہ عرصہ دراز تک محسوس کیا جاتا رہے گا ۔مولانا اس نسل کے بچے کھچے معدودے چند افراد میں سے ایک تھے،جس نے ہندوستان کی آزادی اور ہندوستانی مسلمانوں کی تعمیر وترقی کے لیے رہنمایانہ خدمات انجام دی تھیں ۔خاندانی شرافت ونسبی وجاہت کے ساتھ ساتھ مولانا تصوف وشریعت کے جامع فرد تھے۔ایک طرف تو آپ نے حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے جیسے متبحر ومحقق عالم سے شرف تلمذ حاصل کیا، دوسری طرف علم تصوف میں حضرت شاہ ولایت حسین مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے خلیفہ مجاز بیعت قرار پائے ،شرفاء وسادات کی قدیم آبادی دیورہ ،ضلع گیا ، بہار میں 1896ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔

ابتدائی تعلیم کے بعد دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا اور وہاں کے اکابر سے جن میں حضرت کشمیریؒ کے علاوہ ، حضرت مولانا مدنیؒ وعلامہ عثمانیؒ اور مولانا سندھیؒ جیسے حضرات کے نام ملتے ہیں ، استفادہ کیا۔حضرت کشمیری نے ایک بار آپ کی صلاحیت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ متوسط صلاحیت کے طلبہ میں بڑی اچھی صلاحیت کے حامل ہیں اور اب اعلیٰ صلاحیت کے طلبہ آتے بھی کہاں ہیں۔

دیوبند میں آپ نے دوسال دورۂ حدیث میں شرکت کی ۔پہلی مرتبہ گھر چلے جانے کے باعث امتحان میں شریک نہ ہوسکے ،تو دوسری مرتبہ دورہ کے سال میں ں پھر داخلہ لیا اور امتیازی پوزیشن کے ساتھ کامیابی حاصل کی ۔فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند میں آپ کو معین المدرسین کی حیثیت سے مدعو کیا گیا ،مگر آپ نے مختلف گھریلو اسباب کے باعث وطن میں رہنے کو ترجیح دی۔اور وہاں علمی ، دینی وسیاسی خدمات کی ادائیگی میں تندہی کے ساتھ مصروف ہو گئے ۔صوبہ بہار میں آپ کے اثرات اتنے وسیع ہو گئے تھے کہ جنگ ملتان وطرابلس کے دوران حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے جب اساتذہ دارالعلوم دیوبند کا ایک وفد مولانا مرتضیٰ حسین صاحب چاندپوری کی سرکردگی میں بہار روانہ کیا تو خصوصی طور پر تاکید کی کہ مولانا عثمان غنی صاحب کو ضرور ساتھ لے لینا۔

امارت شرعیہ بہار کے چار تاسیسی ارکان میں ایک نام مولانا مرحوم کا بھی ہے۔مولانا ہی اس کے پہلے ناظم اور مفتی امارت شرعیہ تجویز ہوئے اور پھر اس کے ترجمان ''امارت'' کے مدیر اعلیٰ کا منصب بھی سنبھالا۔''امارت'' کے خاتمہ کے بعد جب ''نقیب'' نکلنا شروع ہوا تو یہ بھی مولانا کی ادارت میں آیا۔اور مولانا نے صحافت کا حق مثالی طور پر ادا کیا۔اس دوران میں آپ نے قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور متعدد بار انگریزوں نے بھی پابند زنجیر وسلاسل کیا۔آزادی کے بعد بھی مولانا کی روش میں کوئی فرق نہیں آیا اور جب ضرورت پڑی آواز حق بلند کرنے کے نتیجہ میں جیل خانہ کی چہاردیواری کو آباد کیا۔

ایمرجنسی کے دنوں میں جب اچھے اچھے باہمت حضرات خاموشی کو ترجیح دے رہے تھے ،مولانا نے ظلم وستم کے خلاف جہاد کیا۔نس بندی کے خلاف اس وقت آپ کی متعدد تحریروں کا شہرہ ہوا۔جو آج بھی گونج رہا ہے۔بنگلہ دیش کے واقعات کو آڑ بنا کر جب اقلیتی فرقہ کے لیے عرصۂ حیات تنگ کردیا گیا تھا تو آپ پہلے شخص تھے جس نے اس مسئلہ کو پریس کا موضوع بنایا۔سنگم پٹنہ 28-27 اپریل 1971ء اور 10 فروری 1972ء کی اشاعتیں اس کی گواہ ہیں ۔1922ء میں صوبہ بہار میں مسلم انڈی پنڈنٹ پارٹی کے نام سے ایک پارٹی وجود میں آئی تھی ،جس نے ایک طویل عرصہ تک وزیر اعلیٰ محمد یونس بارایٹ لا کی قیادت میں صوبہ کی سیاست میں اہم رول ادا کیا۔اس پارٹی کے بانی مبانی مولانا سجاد تھے اور محرک اول مولانا عثمان غنی۔

جمعیۃ علماء ہند سے مولانا کا تعلق بہت قدیم سے رہا ہے اور مرحوم اس کے بنیادی رہنماؤں میں سے ایک تھے۔بہار کی صوبائی جمعیت کو ہمیشہ آپ کی سرپرستی حاصل رہی ہے۔صوبائی جمعیت کے ناظم اعلیٰ اور صدر کے عہدوں پر بھی فائز رہے۔مرکزی جمعیت کے آخر وقت تک رکن رکین رہے۔نیز دینی تعلیمی بورڈ کو بھی مولانا کا تعاون حاصل رہا، مولانا اس کی صوبائی شاخ کے صدر تھے۔بلاشبہ مولانا کی وفات ایک ملی حادثہ ہے،حضرت شاہ عون احمد صاحب نائب صدر جمعیۃ علماء ہند کے بقول مولانا کی ذات پر علم وفضل کی ایک تاریک اور سیاست وتدبر کے ایک باب کا خاتمہ ہوتا ہے۔ہم اس موقع پر مولانا مرحوم کے لیے دست بدعاء ہیں کہ خدا اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

امید ہے کہ مرکزی دینی تعلیمی بورڈ کی تمام ضلعی وریاستی شاخیں اور مدارس ومکاتب عربیہ کے ذمہ داران حضرت کے ایصال ثواب کے لیے خصوصی اہتمام کریں گے۔

(بقیہ صفحہ اول)

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

دوستوں کے اخلاق کو بلند بنانے کے ساتھ دشمنوں کی سختی ، بدگوئی ایذارسانی کے جواب میں بھی بردباری تحمل وتہذیب وشائستگی اختیار کئے رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔اللہ تعالی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدگوئی اور بداخلاقی کے جواب میں تہذیب،شائستگی بردباری تحمل اور حسن اخلاق سے پیش آنے کا یہ فائدہ بھی بتایا ہے کہ کوئی برائی کسی نیکی کا اور کوئی بداخلاقی حسن اخلاق کا مقابلہ نہیں کرسکتی اور حسن اخلاق نرمی ونیکی کا فائدہ آپ کو یہ پہنچے گا کہ سخت ترین عداوت رکھنے والا دشمن آپ کے نہایت جاں نثار دوست بن جائیں گے۔جاننے والے جانتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق سے آپ کے بڑے بڑے دشمن متاثر ہوئے ،آپ کے حسن اخلاق کی بدولت اسلام کی نعمت سے سرفراز ہوئے اور آپ کے جاں نثار خدمت گذار بن گئے۔اللہ تعالی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے ساتھ بھی عفوو درگذر کرنے اور بھلائی کرنے کی عادت بنا لینے کا حکم فرمایا ہے اور جہالت ونادانی کرنے والوں سے کنارہ کشی کی ہدایت فرمائی ہے۔

مکارم اخلاق کی جو تعلیم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہے صحابہ کرام ان پر عمل بھی کرتے تھے اور دشمنوں کی اذیت رسانی، سخت کلامی ،طنز وتعریض اور سب وشتم پر صبر وتحمل سے کام لیتے تھے ان کے اس طرزعمل کے باوجود اللہ تعالی نے اپنے رسول رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ میرے تمام بندوں صحابہ کرام اور مسلمانوں کو کہد کیجئے کہ وہ بھی اچھے انداز میں گفتگو کریں ، دشمنوں کے طنز وتعریض اور سخت کلامی سے اشتعال میں نہ آئیں، تلخ باتوں کا جواب بھی سنجیدہ لہجہ میں دیں کیونکہ تلخ باتوں کا جواب تلخ انداز میں دینے سے تلخی بڑھتی ہے اور نزاع وفساد میں اضافہ ہوتا ہے جو شیطان کو پسند ہے۔اللہ تعالی کو حسن اخلاق امن اتحاد اور صلح وآشتی پسند ہے۔اس لئے ہمیشہ اللہ تعالی کی پسندیدہ راہ کو اختیار کرنا چاہئے اور بری باتوں کا جواب سنجید وطریقہ سے دینا چاہئے ۔اللہ تعالی نے قرآن حکیم کی متعدد آیات میں محاسن اخلاق کی تعلیم دی ہے تبلیغ و اصلاح کے لئے حکمت وموعظت حسنہ اور خوشگوار لہجہ اور نرم انداز اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

عدل وانصاف نیکی بھلائی ہر شخص کے ساتھ کرنی چاہئے ، اپنا ہو، یا غیر مسلم ان سب باتوں کے ساتھ قرابت مندوں اور رشتہ داروں کے ساتھ مزید نیکی ان کی مالی امداد واعانت سے بھی کرنی چاہئے۔رشتہ داروں میں بھی مسلم وغیر مسلم جو ہوں وہ خصوصی مالی امداد کے مستحق ہیں؛ کیونکہ یہ صلہ رحمی ہے، جو فرض ہے اور بلند ترین اخلاقی اصول ہے۔لیکن عدل و انصاف کے معاملہ میں رشتہ داری کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا اور ان کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ ظلم ہوگا جو بداخلاقی اور حرام ہے ۔اللہ تعالی نے اسی طرح بے حیائی و بے شرمی کی باتوں اور بری حرکتوں ظلم و بغاوت اور سرکشی کی ممانعت فرمائی ہے ۔ جو بداخلاقی کی باتیں ہیں۔حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ برائیوں کو دور کرنے مظلوموں کی اعانت کرنے کی سعی فرماتے رہتے تھے اور ہر اصلاحی کام میں پیش پیش رہتے تھے ، چنانچہ مکہ کے لوگوں نے جب ایک انجمن حلف الفضول" کے نام سے قائم کی جس کا مقصد یہ تھا کہ مظلوموں کی حمایت کی جائے اور ملک سے بدامنی کو دور کیا جائے ،تو اس نیک مقصد کے سبب آپ بھی اس میں شریک ہوئے اور اس کے رکن رہے۔اس انجمن کے تمام ارکان مکہ کے غیر مسلم تھے ۔صرف ایک آپ واحد مسلمان تھے ۔اسلئے مسلمان آپ کے اس اسوہ کی پیروی میں ایسی مجالس میں شرکت کریں اور اس کے رکن بنیں جن کا مقصد جائز اور نیک ہو تو مسلمانوں کے لئے یہ جائز و درست ہے؛ لیکن ناجائز کاموں کی حمایت سے بچنا فرض ہے ۔ بلکہ صاف صاف اختلاف کرنا ضروری ہے ،مسلمانوں کو ہمیشہ اللہ تعالی کے اس حکم کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور اس پر عمل کرنا چاہئے ۔ جب کوئی ظلم و جور کرنے لگے تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ حسب استطاعت اس کو ظلم وستم سے روکنے کی کوشش کرے اور کسی حال میں ظلم کرنے والوں کی حمایت نہ کرے کیونکہ ظلم اور ظالم کی حمایت عذابِ آخرت کا سبب ہے اور بڑا عذاب یہ بھی ہے کہ ظالموں کی طرف جھکاؤ ہو جو دنیا وآخرت میں اللہ کی مدد سے محرومی کا سبب ہوتا ہے۔اللہ تعالی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو ان مسلمانوں کے لئے نمونہ بنایا ہے جو ایمان واخلاص کے ساتھ نجات آخرت چاہتے ہیں اور اللہ کے احکام پر پورا پورا عمل کرتے ہیں ، چنانچہ صحابہ کرام نے اس نمونہ پر عمل کیا اور دنیا وآخرت کے بڑے درجات پر فائز ہوئے ۔ نمونہ آج بھی موجود ہے اور مسلمانوں کے لئے اس پر عمل کر کے دنیا و آخرت کو سنوارنے کی راہ برابر کھلی ہوئی ہے۔حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو نمونہ عمل بنانا اور آپ کا اتباع کرنا اللہ تعالی کی محبت کی علامت ہے اور اللہ تعالی کو وہی بندہ محبوب ہے، جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کتاب وسنت پر عمل ہے۔اس لئے ایمان کامل کی علامت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبت کو قرار دیا ہے۔تم میں کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوگا ، جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ، بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے نرغے اور ناموافق حالات میں اپنے فرائض انجام دیتے رہے ۔ اللہ کی توحید کی طرف لوگوں کو بلاتے رہے اور اسلام کی تعلیم دیتے رہے۔امن وآشتی کی راہ بتاتے رہے ۔ بلندی اخلاق کا درس دیتے رہے اور اس راہ کی تمام دشواریوں کو برداشت کرتے رہے مسلمانوں کے لئے آپ کے اس عمل میں بڑا اسبق ہے کہ ہم بھی راہ کی تمام مشکلات کو صبر وتحمل سے برداشت کرتے ہوئے آپکے کام کو جاری رکھیں ، بشریت کے تقاضہ سے دشمنوں کے ظلم وتشدد سے آپ کے قلب مبارک پر گرانی پیدا ہوتی تھی ۔جس کا علاج اللہ تعالی نے آپ کو تسبیح وتحمید اور نماز بتایا ہے جس سے قلب مبارک کی تکلیف دور ہوگی اور انشراح پیدا ہوگا۔اور ہم جانتے ہیں کہ تیرا دل دُکھتا ہے ان کی باتوں سے سو تو یاد کر خوبیاں اپنے رب کی اور ہو سجدہ کرنے والوں سے۔

اس حکم کی بنا پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ ہوگئی تھی کہ جب آپ کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی اور اہم امور پیش آتے تو آپ نماز میں مشغول ہوجاتے۔

اسوۂ رسول پر عمل کے ساتھ مسلمانوں کے لئے بھی اللہ تعالی نے یہی نسخہ تجویز کیا ہے اور ان کے مصائب وشدائد کا علاج بھی یہی بتایا ہے کہ وہ صبر وتحمل، ہمت وجرات اور کثرت نماز کے ذریعہ مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کریں کہ صبر وتحمل اور نماز وذکر اللہ تعالی کی مدد واعانت کا ذریعہ ہے ۔شرک وکفر کے حلقہ میں توحید کی اشاعت اور اسلام کی تبلیغ سب سے بڑا دینی فریضہ ہے اس کے ساتھ اس وقت جو صورت حال پیدا ہوگئی ہے اس میں مسلمانوں اور ان کی آئندہ آنے والی نسلوں کو شرک وکفر سے بچانا اور اسلام کے حلقہ میں داخل رکھنا اہم ترین مسئلہ بن گیا ہے۔جس کے لئے ہر حساس اور سمجھ دار مسلمان کو اپنی خدمت پیش کرنے کی ضرورت ہے اور یہ کام صبر وتحمل اور نظم وضبط سے انجام دیا جاسکتا ہے۔

جس کے لئے ہر مسلمان کو سعی وکوشش میں لگے رہنا چاہئے امت پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو احسان ہے اس کا تقاضہ ہے کہ آپ کی خدمت میں صلوۃ وسلام کا ہدیہ بھی پیش کرتے رہیں۔جس کی بڑی فضلیت خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے اور اللہ تعالی نے بھی مسلمانوں کو آپ پر صلوۃ وسلام بھیجنے کا حکم فرمایا ہے۔

امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانیؒ کی صحافتی خدمات

محمد شارب ضیاء رحمانی

امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی علیہ الرحمہ کی شخصیت ہمہ جہت خدمات کا سرچشمہ اور متنوع صلاحیتوں کا مجموعہ رہی ہے۔ان کی خدمات کی مختلف جہتوں اور صلاحیتوں کے الگ الگ پہلوؤں پر گفتگو ہوتی رہے گی۔ان شاء اللہ۔یہاں ہم آپ کی صحافتی اور ادبی وتصنیفی خدمات کے حوالہ سے چند سطور پیش کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔

ایامِ طالب علمی سے آپ کو لکھنے کا شوق رہا۔پہلی تحریر جامعہ رحمانی کے عہد طالب علمی میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ پر ۱۹۵۹ء میں سامنے آئی جس کی علمی حلقوں میں تحسین کی گئی۔دارالعلوم دیوبند کے زمانہ طالب علمی میں ۱۹۶۳ء میں آپ نے عربی زبان میں قلمی ماہنامہ 'النہضہ' جاری کیا، جو پہلی صحافتی کاوش تھی۔مضمون نگاری کا سلسلہ بڑھا تو آپ نے 'دارالعلوم کا کتب خانہ اور اس کا دارالمطالعہ' نامی رسالہ تحریر کیا۔دارالعلوم دیوبند کے طالب علمی کے زمانہ میں ہی 'ربط آیات قرآنی اور شاہ ولی اللہؒ' کے موضوع پر ایک تفصیلی مضمون لکھا، اس سلسلہ کی تیسری کڑی آپ کی معروف تحریر 'تصوف اور حضرت شاہ ولی اللہ' ہے۔تصوف سے متعلق یہ مضمون فکر ولی اللہی کی بہترین ترجمانی کے ساتھ ساتھ زبان وادب کا اعلیٰ نمونہ بھی ہے۔مختلف اخبارات ورسائل میں مضامین لکھنے کا سلسلہ طالب علمی کے دور سے لے کر ۱۹۷۴ء تک مسلسل جاری رہا۔

نقیب اور امیر شریعت:

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے ساتھ ہی آپ 'ہفت روزہ نقیب' کے ذمہ دار بنائے گئے۔آپ کے بعض تجزیوں پر 'نقیب' کے اس وقت کے ایڈیٹر اصغر امام فلسفی کو محکمہ خبر رسانی کی طرف سے دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔فلسفی صاحب نے حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے صورت حال پیش کرکے آپؒ کے نام کو ہٹانے کی درخواست کی۔امیر شریعت رابعؒ نے مولانا محمد ولی رحمانی سے فرمایا'' اب 'نقیب' کی نگرانی اور ہر ہفتہ اس پر تحریری تبصرہ بھی آپ کا کام رہے گا اور جامعہ رحمانی میں تدریسی خدمت بھی آپ کی ذمہ داری ہوگی''۔ساتھ ہی آپ کو 'نقیب' کے معیار واعتبار کو بڑھانے کے لیے مستقل کوشش کا حکم بھی دیا۔حسب حکم مولانا رحمانی، تواتر کے ساتھ نقیب کے تازہ شمارہ پر 'م، و، ر' کے قلمی نام سے تجزیئے لکھتے رہے۔پھر آپ ہی کے مشورہ کے مطابق مرحوم شاہد رام نگری جو اس وقت روزنامہ 'ساتھی' میں کام کررہے تھے اور ہفت روزہ 'الکلام' کی ادارت کرچکے تھے، کو نقیب کا مدیر اعلیٰ بنایا گیا اور اصغر امام فلسفی صاحب حسب سابق مدیر رہے۔اس کے بعد بھی طویل مدت تک آپ 'نقیب' کے معیار واعتبار کو بڑھاتے رہے۔امیر شریعت منتخب ہونے کے بعد انھوں نے دوسرے شعبوں کی طرح 'نقیب' کی طرف توجہ دی۔اس کے مضامین میں تنوع پیدا کیا، ظاہری حسن کے ساتھ مشمولات کو بھی مفید بنایا اور قدم قدم پر ذمے داروں کی رہنمائی کرتے رہے۔

'صحیفہ' کی ادارت:

'نقیب' کے علاوہ آپ نے 'ایثار' اور 'صحیفہ' کی ادارت کی ذمے داری انجام دی۔ان کے ذریعہ آپ نے خوب لکھا، اُس زمانے میں آپؒ کے تقریباً تین سو مضامین شائع ہوئے۔'صحیفہ' کی خاص بات آسان زبان اور مختصر مضامین ہیں۔اس رسالہ کو ملک بھر میں مقبولیت ملی۔سارے انتظامات آپ خود دیکھتے۔ایڈیٹر کی حیثیت سے سرورق پر جناب حافظ رضی احمد صاحب رحمانی استاذ درجہ حفظ جامعہ رحمانی کا نام ہوتا تھا۔جب آپ کی مصروفیت زیادہ ہوئی تو یہ سلسلہ رک گیا اور اخبار بھی۔'صحیفہ' کا پہلا شمارہ 1391ھ کو جاری ہوا اور آخری شمارہ ۱۳۹۴ھ میں نکلا۔مولانا کی خواہش تھی کہ 'صحیفہ' کو دوبارہ جاری کیا جائے۔چنانچہ راقم سے آپ سے اس سلسلے میں متعدد بار گفتگو ہوئی، آپؒ نے اس کا روڈ میپ بھی بتایا کہ مضامین ایک صفحہ سے زائد نہیں ہوں گے، موضوعات اور ذمے داران متعین کرلیجیے، رجسٹریشن کا مسئلہ دیکھ لیجیے، اس پر مشورہ کا سلسلہ جاری تھا کہ لاک ڈاؤن لگ گیا اور یہ منصوبہ پورا نہیں ہوسکا۔

'صحیفہ' میں شائع آپ کے اہم مضامین ''سوچنے کا غلط انداز''، ''سماجی روگ''، ''کام کی ابتداء کا وقت''، ''خریدا ہوا بگاڑ''، ''انجام''، ''تجربے سے فائدہ اٹھائیے''، ''روپئے کا مصرف''، ''سماجی روگ''، ''عید کا ایک رخ''، ''کوئی جوڑ نہیں'' اور ''نئی نسل میں دینی تعلیم'' دستیاب ہیں۔ان کے علاوہ سینکڑوں مضامین کی فہرست ہے جو آسان زبان کے ساتھ ساتھ ادبی چاشنی سے لبریز ہیں۔ایسا لگتا ہے کہ دل چسپ پیرایے میں لڑیاں پرو دی گئی ہیں۔چنانچہ 'خریدا گیا بگاڑ' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: ''بگڑنے کی دوا خرید کر ہم بچوں کو پلاتے ہیں اور ہمیں احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم کیا کررہے ہیں۔آپ نے سمجھا، یہ دوا کیا ہے۔یہ سینما بینی ہے جو ہمارے سماج میں پورے طور پر آچکی ہے۔

بہت سے گھرانے بال بچوں سمیت اس گھر کا رخ کرتے ہیں جہاں پیسہ کے بدلے 'بگاڑ' ملا کرتا ہے۔ہم گاڑھی کمائی خرچ کرتے ہیں اور بچوں کو نامناسب مناظر سے مانوس کرتے ہیں۔کبھی آپ نے غور کیا کہ بچوں کی زبان سے دوہرائے جانے والے گندے گانے ان کے ذہن پر کیا اثر چھوڑتے ہیں۔ٹھنڈے دل سے غور کیجیے گا کہ ان گانوں سے گونجا ہوا ذہن بڑا ہوکر کیا بنے گا۔ان کا اخلاق، ان کی طبیعت اور ان کا مزاج کس رُخ پر کام کرے گا۔'' (صحیفہ، ص۱۰، خریدا ہوا بگاڑ)

یہ ہیں مولانا رحمانیؒ کی اس دور کی تحریر کی سرسری جھلکیاں۔لفظ بلفظ غور کیجیے، ایک ایک جملہ درد سے معمور ہے۔سلاست وروانی اور زبان کی آسانی میں سرسید کا طرز محسوس ہوتا ہے۔جنہیں عام لوگ بآسانی سمجھ لیں۔آپ کا مقصد بھی چونکہ سرسید کی طرح اصلاح معاشرہ تھا بلکہ زندگی کا مشن یہی رہا۔اسی لیے ہمدردی کا جذبہ صاف صاف جھلکتا ہے۔سماجی نوعیت کے مضامین میں یہ رنگ اور نمایاں ہے۔

'صحیفہ' میں کم تحریریں 'مولانا محمد ولی رحمانی استاذ جامعہ رحمانی مونگیر' کے نام سے شائع ہوئیں، بیشتر مضامین دوسرے ناموں سے لکھے۔مثلاً سماجی مسائل پر ہمارا سماج نامی کالم 'اصغر رحمانی' نام سے لکھا کرتے۔جس طرح 1927 میں حضرت مونگیریؒ کی حیات میں جامعہ رحمانی کے ترجمان کی حیثیت سے شائع ہونے والے رسالہ 'الجامعہ' (جس کے ایڈیٹر مولانا عبدالصمد رحمانیؒ اور مولانا منت اللہ رحمانیؒ تھے، جامعہ رحمانی کا دیواری پرچہ 'الجامعہ' اسی کی ایک کڑی ہے جو پابندی کے ساتھ انجمن نادیۃ الادب کے تحت شائع ہورہا ہے۔) میں آپ کے والد امیر شریعتؒ مولانا منت اللہ رحمانیؒ، 'سید ابوالفضل رحمانی' کے نام سے تحریریں لکھتے بلکہ 'الجامعہ' کے سرورق پر یہی نام درج ہے۔اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہاں نام نہیں، کام مقصد تھا۔اسی طرز پر خلف رشید مولانا محمد ولی رحمانیؒ گامزن تھے اور آپ نے بھی بیشتر تحریریں دیگر نام سے لکھیں۔

روزنامہ ایثار کا اجراء:

۱۹۸۰ء کی دہائی میں 'قومی آواز' بہار کا سب سے اہم اردو اخبار تھا۔'سنگم'، 'صدائے عام' اور 'ساتھی' جیسے اخبارات تو تھے مگر ان کی اشاعت بہت کم تھی، 'قومی تنظیم' کی اشاعت بھی ہفت روزہ تھی۔'قومی آواز'، صحافتی اقدار کی کسوٹی پر پورا نہیں اتر رہا تھا۔ان حالات میں عوام کی ایک مضبوط آواز کی شدید ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔چنانچہ مولانا رحمانیؒ نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے روزنامہ 'ایثار' جاری کیا۔مولانا رحمانی، شاہین محسن اور شاہد رام نگری کی انتھک کوشش سے اس اخبار کی مقبولیت کا یہ عالم ہوا کہ مہینہ بھر میں اس کی اشاعت تیرہ ہزار تک پہونچ گئی، اردو داں طبقہ نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا، حکومت نے بھی دباؤ محسوس کیا۔رفتہ رفتہ 'قومی آواز' کا سرکولیشن کم ہوتا گیا یہاں تک کہ چند مہینوں میں 'قومی آواز' کا پٹنہ ایڈیشن بند ہوگیا۔'ایثار' ہندوستان کا واحد اخبار تھا، جس کی لیڈ نیوز پر اردو کا کوئی برمحل شعر یا مصرعہ دیا جاتا تھا، اس نے اردو صحافت کی نئی تاریخ رقم کی۔یہ بہار کا پہلا اردو آفسٹ روزنامہ تھا۔مختلف موضوعات پر مشتمل اداریئے اور مضامین سنجیدہ اور تجزیاتی ہوا کرتے، عالمی حالات، معاشی، اور تہذیبی صورتحال پیش کی جاتی نیز حکومت کے منصوبوں سے واقف کرایا جاتا۔یہ ساری ذمہ داریاں مولانا رحمانیؒ کی ہوا کرتیں۔کامیابی کے ساتھ تین سال سے زیادہ عرصہ تک یہ اخبار جاری رہا۔اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ 'ایثار' نے صحافتی ذمہ داریوں کو بھرپور نبھایا۔یہ مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی صحافتی خدمات کا اہم باب ہے۔بعض نامساعد حالات کی بنیاد پر 'ایثار' بند ہوگیا جس کے بعد مولانا رحمانی بھی صحافتی سرگرمی سے عملاً الگ ہوگئے۔لیکن زندگی کے آخری برس تک خاص موضوع پر، خاص حالت میں، آپ کی ٹھوس اور زرخیز تحریریں سامنے آتی رہیں۔مولانا آزاد: کئی دماغوں کا ایک انسان'، آپ کی شاندار تحریر ہے جس میں مولانا آزادؒ کی زندگی کی مختلف جہتوں کو اچھوتے اور ادبی اسلوب میں بیان کیا گیا ہے کہ قاری محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔حالیہ برسوں میں آپ کے کئی مضامین اخبارات میں شائع ہوئے۔جن میں 'قومی تعلیمی پالیسی' پر آپ کی تفصیلی تحریر یقیناً چشم کشا ہے۔اس پالیسی کے مندرجات اور اس کے مضمرات پر آپ نے جس طرح آسان لفظوں میں روشنی ڈالی، یہ آپ کا ہی حصہ تھا۔

لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی:

آپؒ نئے لکھنے والوں کی خوب حوصلہ افزائی کرتے، نئے نام پر نظر پڑتی، ان سے بات کرکے حوصلہ افزائی کرتے اور ترغیب دیتے کہ لکھنے کا سلسلہ جاری رکھیے۔کئی نئے نام اخبار میں دیکھے تو مجھ سے ان کے نمبرات طلب کیے اور فون کرکے ان کی حوصلہ افزائی کی۔یہ خوبی بہت کم لوگوں میں ہوتی ہے۔متعدد بار آپؒ کو اپنا مضمون اصلاح کے لیے کبھی ای میل کے ذریعہ تو کبھی براہِ راست بھیجا یا دکھایا تو کافی توجہ فرمائی اور غلطیوں کی نشان دہی کی۔بہار الیکشن کے وقت اخبارات میں میرا ایک مضمون شائع ہوا جس میں ایک دو جملے ان کے نظریات سے میل نہیں کھاتے تھے۔اگلی صبح آپؒ کا فون آیا تو خیال آیا کہ شاید اس پر کچھ فرمائیں گے۔آپ نے مبارک باد دی، کافی حوصلہ افزا کلمات کہے کہ ''میں نے مکمل پڑھا، لکھتے رہیے، بہت فاصلہ ہوجاتا ہے، ہر ہفتہ لکھیے، یا کم ازکم پندرہ روز پر ضرور لکھیے۔''اب یہ کون کرے گا!۔دہلی میں ملاقات ہوتی تو گھنٹہ بھر آرام سے بات کرتے رہتے، جزئیات کی تفصیل معلوم ہوتی۔سارے اخبارات مکمل پڑھتے۔حیرت تو یہ ہوتی کہ اتنا مصروف شخص، ہر کام کے لیے وقت کیسے نکال لیتا ہے۔

سہل مت لکھیے، آسان لکھیے:

مضبوط دلائل، آسان زبان میں بیان کردینا مستقل فن ہے، آپ اس فن میں درک رکھتے تھے۔قانونی موشگافیاں ہوں یا علمی مباحث، بہت آسانی کے ساتھ ان کے نکات بیان فرمادیتے۔جن لوگوں کو حضرت امیر شریعتؒ کی مجلس میں فیضیاب ہونے کا تجربہ ہے، وہ بتاسکتے ہیں کہ کیسے کیسے مشکل مسائل کو کن آسان لفظوں میں بیان کردیتے۔ذاتی تجربہ ہے کہ جب کسی قانونی امر کو سمجھنا ہوتا، آپؒ سے رابطہ کرتا، چند جملے بآسانی ذہنوں میں اتار دیتے۔امیر شریعت سابعؒ کا طریقہ ہمیشہ آسان لکھنے کا رہا ہے اور اس کی ترغیب بھی دیتے۔اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت امیر شریعتؒ نے ایک موقعہ پر نصیحت کی ''سہل مت لکھو، آسان لکھو''۔والد صاحب کی یہی نصیحت آپ کی تحریروں میں کارفرما نظر آتی ہے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی دعوتی زندگی

مولانا محمد حبیب اللہ قاسمی

تبلیغ و دعوت کا اصل مرکز پیغمبر اسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے اس لئے مبلغینِ اسلام کو رسول اللہ کی دعوتی زندگی کو سامنے رکھ کر اس کام کو کرنا پڑے گا، کیونکہ ہر تنظیم کی کامیابی اور اس کی مقبولیت عامہ کا راز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی میں مضمر ہے، اسی لیے اولیاء کرام اپنے دعوتی مشن میں سوفی صد کامیاب رہے، کیونکہ وہ لوگ ہر ہر قدم پر اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے طریقۂ دعوت کو سامنے رکھتے تھے، اس لئے آپ کی دعوتی زندگی کا غور سے مطالعہ کر کے اور اس کو سمجھ کر جب کوئی تبلیغ و دعوت کی خدمت کرے گا تو ان شاء اللہ اس کے اندر ثابت قدمی رہے گی اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت بھی شامل رہے گی، خصوصی طور پر مبلغینِ اسلام دو باتوں کو غور سے سمجھنے کی کوشش کریں، پہلی بات تبلیغ احکام ہے یعنی جو ایمان لا چکے ہیں یا مسلمانوں کے گھر پیدا ہو کر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ان کو نفسِ ایمان تو حاصل ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو مومن کہا جاتا ہے یعنی ایمان لانے والے، اب ایسے لوگوں کو اعمال کی دعوت دینا ہے اور یہ سمجھانا ہے کہ محض ایمان نجات کے لئے کافی نہیں ہے، اگر اس ایمان کے ساتھ اعمالِ حسنہ نماز، روزہ، زکوٰۃ و حج وغیرہ کو شامل نہیں کیا گیا اور محرمات و منکرات سے اس کو بچایا نہ گیا تو یہ ایمان ناقص ہوگا اور ہر وقت خطرہ میں رہے گا اس لئے اپنے ایمان کو اعمال حسنہ سے مزین کر کے اور اس کو منکرات و محرمات سے بچا کر صاف کر لو تو کامیاب ہو جاؤ گے، ورنہ مرنے کے بعد ہر ہر منزل پر سخت پٹائی ہوگی اور اگر تمہارا دشمن شیطان مردود نے کہیں اس ایمان ناقص کو لوٹ لیا تو پھر جہنم کی دائمی سزا اور اس کے خطرناک عذاب میں پھنس جاؤ گے، اس وقت تم کو اللہ کے عذاب سے چھڑانے والا کوئی نہ ہوگا۔ مسلمانوں کے اندر اس تبلیغ سے بہت حد تک بیداری پیدا ہو گئی ہے اور مسلمانوں کو عذاب دائمی سے بچانے کیلئے اور جنت میں لے جانے کے لئے وعظ و تقریر سے تعلیم و تبلیغ سے اور مختلف طریقوں سے کوشش اور محنت کی جا رہی ہے، اس تبلیغ کے لئے علماء حضرات متوجہ ہیں اور عام مسلمان بھی متوجہ ہیں اور مسلمانوں کو اعمال کے راستے سے جنت میں لے جا رہے ہیں اس راستے میں مکمل طور پر حائل ہونے سے شیطان کچھ مایوس بھی ہے، کیونکہ یہ اپنوں کی خدمت ہے اگر اپنا لڑکا شریر ہے تو انسان کو اس کے سمجھانے اور منانے اور ڈرانے کا حق ہوتا ہے اس سلسلہ میں خواہ مسلمانوں کو ایک ہی فی صد کامیابی ملی ہے، لیکن ملی ضرور ہے اس کے اثرات مدارس عربیہ میں اور تبلیغی پروگراموں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ الجھنیں اس تبلیغ پر بھی آتی ہیں مگر اپنوں سے آتی ہیں اس لیے مبلغین اور معلمین اور مصلحین حضرات برداشت کر لیتے ہیں اور دوسری بات تبلیغِ ایمان ہے، اس کو دعوت الی اللہ بھی کہا جاتا ہے یعنی اللہ کے بندے وہ جن کو شیطان مردود اپنے فریب کاری کے جال میں پھنسا کر اور الجھا کر اور ہدایت کے راستے سے ہٹا کر اپنا ساتھی بنا کر دوزخ میں لے جا رہا ہے ان بندوں کو شیطان کے پھندے سے چھڑانا اور اللہ سے ملا کر ہدایت کے راستے پر لا کر جنت کی طرف لے جانا، یہ تبلیغ و دعوت بہت مشکل اور کٹھن ہے کیونکہ شیطان مردود اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور اپنے چیلوں کے ساتھ ایسے لوگوں کے سامنے کھل کر آتا ہے اور بڑی بڑی مصیبتوں اور پریشانیوں میں الجھا دیتا ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتی زندگی دیکھ کر صوفیانہ انداز سے غیر اقوام کے سامنے پیش ہونا پڑے گا۔

اعلان نبوت اور رسالت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں معزز اور محترم تھے آپ کو صادق الامین کا لقب ملا تھا، آپ کی حیثیت اپنی قوم میں ایسی تھی جیسے لاکھوں جانوروں میں ایک انسان ہو آپ نے اپنے اخلاق سے اور اعمال سے اور حسنِ سلوک سے انسانیت کا ایک نمونہ پیش فرمایا بچپن سے لے کر جوانی تک آپ کی زندگی ان لوگوں سے منفرد اور نرالی رہی ہے، مگر جس وقت آپ نے کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز بلند کی اسی وقت آپ کی ساری قوم آپ کی دشمن بن گئی، آپ اپنی قوم کو ایمان اور اسلام کی دعوت دیتے رہے اور حق کی طرف بلاتے رہے قوم کی طرف سے آنے والی مصیبتوں کو جھیلتے رہے آپ کو آپ کی قوم نے بہت ستایا اور پریشان کیا، اور دولت و عورت کا لالچ بھی دلایا، مگر آپ نے ان کی دولت اور عورت پر لات ماردی اور اپنے دعوتی کام میں لگے رہے۔

دعوت الی اللہ کی خدمت پر سارے ہی انبیاء علیہم السلام پر مصیبتیں آئی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے سارے ہی مبلغین کو آزمایا ہے اور ان سے امتحان لیا ہے لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آزمائشیں اور مصیبتیں آئی ہیں وہ کسی داعی پر نہیں آئی ہیں۔ آپ دعوت دیتے رہے اور مصیبتوں پر صبر کرتے رہے اور دعوت الی اللہ کی خدمت پر ثابت قدم رہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ایمانی دعوت اپنی قوم کی بڑی اہم خدمت تھی اور اللہ کے بندوں کو شیطان مردود کے پنجے سے چھڑا کر ہدایت کے راستے پر لانے کی خدمت تھی اس لئے شیطان مردود اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور اپنے چیلوں کے ساتھ آپ کے سامنے آیا اور مصیبتوں کا پہاڑ آپ کے سامنے لا کر حائل کر دیا، مگر آپ اپنے کام میں ثابت قدم رہے پھر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اس قدر نازل ہوئی کہ آپ اپنے دعوتی پروگرام میں کامیاب ہو گئے آخر وقت میں کل ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کی دعوت سے پیدا ہوئے اور آپ کے بعد اسلام کا نمونہ بن کر آنے والی انسانی نسلوں کے داعی اور معلم بنے اسی طرح اولیاء کرام نے بھی کیا ہے۔

اسی طرح آج کل کا ماحول دیکھ کر بڑی چالاکی اور حکمت عملی سے انسانوں کے دشمن شیطان مردود کے قبضہ سے اللہ کے بندوں کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دعوت کو اور اپنے انسانی بھائیوں کو چھڑا کر ہدایت کے راستے پر لانا ہے اب اس کام کے لئے اس ماحول میں کس حکمت اور تدبیر سے اور دعوت کے کس طریقۂ کار سے غیر اقوام کو ہدایت کے راستے پر لانا ہے، یہ مسئلہ چند مخلصین اور تبلیغ و دعوت کے فکر و غم رکھنے والوں کے مشورہ سے حاصل کریں جو ضابطہ اور اصول بن جائے اس کو فرض کی حیثیت نہ دیں کیونکہ دعوت الی اللہ فرض ہے مگر اس کا طریقۂ کار فرض نہیں ہے، موقع اور محل کو دیکھ اس میں ترمیم کرتے رہیں اور اس کا خیال کریں کہ جب کام شروع ہوگا تو جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے سامنے اور اولیاء کرام کے سامنے شیطان اپنے ساتھیوں کے ساتھ حائل ہوا ہے، ممکن ہے وہ مردود موجودہ مبلغین کے سامنے بھی حائل ہو۔ اس لئے اس کے ہر قسم کی مکر اور پکڑ سے بچتے رہیں اور ہر ہر قدم پر دعاؤں اور صبر و تحمل سے کام لیں اور اگر تبلیغ و دعوت کے راستے پر کوئی مصیبت اور پریشانی یا دشواری لاحق ہو تو اس کو خدا کی طرف سے امتحان اور آزمائش سمجھیں اور اپنے دعوتی کاموں میں لگے رہیں۔ جتنے حضرات اس دعوتی تنظیم میں شامل ہیں، خواہ وہ علماء ہوں یا عام مسلمان ہوں سبھی حضرات صوفیاء کے رنگ میں ہوں باہر سے اسلامی شکل و صورت بنائیں اور اندر سے خلوص اور اسلامی اخلاق اور حسن و سلوک و برتاؤ سے اپنے آپ کو مضبوط اور مزین کر لیں اور اچھے اخلاق کے ساتھ اسلامی برتاؤ و سلوک کے ساتھ غیر اقوام کے سامنے پیش ہوں اور اپنی اپنی عورتوں کو بھی دعوتی مشق کرائیں، تاکہ غیر مسلم عورتیں ان کو دیکھ کر اور ان سے مل کر خوش ہوں۔ اور اسلام اور غیر اسلام کے اندر نمایاں فرق محسوس کریں۔ مشکل یہ ہے کہ اسلام کے اندر فضلاء جمع ہو گئے ہیں غیر مسلموں کا زیادہ تر انہیں فضلاء مسلمانوں سے سابقہ پڑتا رہتا ہے اس لئے ان کے اعمال اور احوال کو دیکھ کر غیر مسلم اسلام اور مسلمانوں سے بدظن ہیں بجائے قرب کے اسلام سے بُعد اور دوری ہوتی چلی جا رہی ہے اور وہی مسلمان غیر اقوام کو حلقۂ اسلام میں آنے کے لئے رکاوٹ بنے ہوئے ہیں، اگر یہ فضلاء اسلام کے راستے سے ہٹ جائیں اور صرف اصل ہی باقی رہیں تو ان کو دیکھ کر غیر اقوام، اسلام مذہب کو آسانی سے سمجھ بھی جائیں گے اور اس کے قریب بھی ہو جائیں گے بہرحال ان فضلاء کو تو ہٹانا مشکل ہے البتہ ان سے الگ تھلگ ہو کر خالص ایک جماعت بنا لینی جو اسلام کا نمونہ ہو کوئی مشکل نہیں ہے یہ امر اختیاری ہے اس لئے خدا کرے کہ کوئی ایسی جماعت تیار ہو جائے جو اس خالی میدان کو پُر کر دے اور تبلیغ و دعوت کا رکا ہوا کام چلا دے میری دلی تمنا اور دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے عالم انسانیت پر رحم و کرم فرمائے اور ان کی ہدایت و رہنمائی کیلئے ایک ایسی جماعت تیار کر دے اور ان کے قلوب میں دعوت الی اللہ کی لگن اور تڑپ اور اس کا جذبہ اور شوق کوٹ کوٹ کر بھر دے اور ان کو دعوت الی اللہ کی بھرپور توفیق دے کر قبول فرما لے اور ان کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ و دعوت کی خدمت عالمگیر پیمانے پر لے کر ان کے اثرات اور ثمرات کو پوری دنیا میں پھیلا دے اور ان کی دعوتی خدمات کو قبول فرما کر ان کو مقبول بنائے۔ صلی اللہ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔ (تلخیص افادات قاری محمد طیبؒ: ارمغان 94)

مدحت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نتیجۂ فکر۔۔۔۔۔۔محمد جہاں گیر تائب باب نوروی ہارون نگر، پٹنہ

کس طرح ہو بیاں وہ مقام نبی ﷺ
ہم تو ہیں ایک ادنیٰ غلام نبی ﷺ

شمع بزم نبوت فروزاں رہے
تا قیامت رہے گا نظام نبی ﷺ

راہ اغیار پہ ہم چلیں کس لئے
رہبری کے لئے ہے پیام نبی ﷺ

رات دن ورد صلے علی کرتے ہیں
کاش ہمکو بھی آئے سلام نبی ﷺ

پر اثر کس قدر انکی گفتار تھی
سن کے مسحور سب تھے کلام نبی ﷺ

آپ پر جاہ و منصب فدا کیوں نہ ہوں
آپ واللہ ہوئے ہیں امام نبی ﷺ

ان سے حسن عقیدت ہے تائب ہمیں
کام اپنا بنے گا بنام نبی ﷺ

بقیہ : کامیابی کا راز..... ساتویں چیز ہے محاسبۂ ذاتی زندگی نشیب و فراز سے عبارت ہے۔ ناکامیاں اور کامیابیاں ساتھ ساتھ چلتی رہتی ہیں۔ بلند حوصلہ شخص ناکامیوں پر اشک سوئی کے بجائے اپنی ناکامی کو کامیابی کا مقدمہ اور خشت اول بناتا ہے۔ قدم قدم پر اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہے۔ ہدف کو نہ پا سکنے کی وجوہات پر غور کرتا ہے اور آئندہ کے لئے پوری بصیرت سے لائحہ عمل طے کرتا ہے۔ اپنی خامیوں کا تنقیدی جائزہ لے کر ان کی اصلاح میں کوشاں رہتا ہے۔

نوجوان کی ترقی میں آٹھویں اساسی چیز ہے۔ ماضی پر نگاہ رکھنا۔ بہتر کل کا متمنی نوجوان ماضی میں پیش آنے والے حوادث و واقعات اور ان کے اثرات پر گہری نگاہ رکھتا ہے اور ان کے تناظر میں لمحہ موجود (Present Time) کے مسائل کا جائزہ لیتا ہے۔ مفید پہلوؤں کو اپنانے کی سعی کرتا ہے۔ اپنے تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں آئندہ کی پالیسی ترتیب دیتا ہے۔

نویں چیز حفظانِ صحت ہے۔ آئندہ کل پیش آنے والے بھاری بھرکم مسائل کا بوجھ نوجوانوں کو سہنا ہوتا ہے، اس لئے اپنی صحت کی حفاظت از حد اہم ہے، جسمانی ورزش کے ساتھ ساتھ ذہنی ریاضت کا اہتمام بھی کرنا چاہیے۔ اپنے ٹائم ٹیبل میں مناسب وقت آرام کو ضرور دیں تاکہ زندگی کی جملہ سرگرمیوں میں فعال طریقے سے حصہ لے سکیں۔

دسویں اور آخری چیز کامیاب لوگوں کی زندگی کا مطالعہ ہے۔ عظیم لوگوں کی حیات اور کارہائے نمایاں کے مطالعے سے ہمت اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے، مایوسیوں کی گھٹائیں چھٹتی ہیں۔ یہ مطالعہ نوجوانوں کو ترقی کے لئے پمپز کا کام دیتا ہے۔ متذکرہ دس نکات میں سے ہر ایک طویل الذیل موضوع ہے، جس کا احاطہ اس مختصر تحریر میں ناممکن ہے، لیکن اس اجمالی بیان کے بعد امید ہے کہ ان پوائنٹس پر عمل کرنے سے نوجوان مایوسیوں کی پُرپیچ پگڈنڈیوں سے اتر کر کامیابیوں کی وسیع شاہراہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

اعــــــلان مفــــــقود الخــــــبری

معاملہ نمبر ۳۷/۲۰۲۳/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ڈھاکہ)

خدیجہ خاتون بنت جمن انصاری، مقام بسرھیا، ڈاکخانہ ڈھاکہ، ضلع مشرقی چمپارن۔فریق اول

بنام

راجوملک ولد ایوب ملک، مقام وڈاکخانہ جہانگیر پور، ضلع شیوہر۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً پانچ ماہ سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ آزادنگر، ڈھاکہ میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۵/ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۳۱/اکتوبر ۲۰۲۲ء پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۸/۴۵۴۲/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر، سہرسہ)

روزی پروین بنت محمد موسم، مقام بریاہی بازار، وارڈ نمبر ۵، ڈاکخانہ بریاہی بازار، ضلع سہرسہ۔فریق اول

بنام

محمد علی..................پتہ نامعلوم ضلع غازی آباد (یوپی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر، سہرسہ میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۴/ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۳۰/۱۰/۲۰۲۲ء پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۴/۲۰۶/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور، پورنیہ)

منیا خاتون بنت ناتھو میاں، مقام سونا پور، ڈاکخانہ کگرون، ضلع پورنیہ۔فریق اول

بنام

محمد موسو ولد محمد الیاس، مقام سوپول، ضلع دربھنگہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً بارہ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور، پورنیہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۷/ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ مطابق ۲/نومبر ۲۰۲۲ء پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲/۲۰۴/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور، پورنیہ)

رخسانہ خاتون بنت شیخ کلیم، مقام بانکی، ڈاکخانہ بہدورہ، ضلع پورنیہ۔فریق اول

بنام

محمد اختر ولد شیخ منور مرحوم، مقام دیگھون، ڈاکخانہ بلدور، ضلع کھگڑیا۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً پانچ چھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور، پورنیہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۸/ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ مطابق ۳/نومبر ۲۰۲۲ء پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۶/۴۱۰/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کلداس پور، ضلع کٹیہار)

فرینہ خاتون بنت صمید الحق مرحوم، مقام رگھوناتھ پور، ڈاکخانہ بارسوئی، ضلع پورنیہ۔فریق اول

بنام

محمد رب الحسین ولد علاء الدین، مقام باسا گاؤں، ڈاکخانہ جلکی، اعظم نگر، ضلع کٹیہار۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً چھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ کلداس پور، ضلع کٹیہار میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۲۳/اکتوبر ۲۰۲۲ء روز اتوار پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

مدرسہ اصلاح البنات مع ہوسٹل

مقام: سوبھن، ڈاکخانہ لال شاہ پور، ضلع دربھنگہ، (بہار) پن: ۸۴۶۰۰۵

Madrasa Islahul Banat With Hostel

At-Sobhan,P.o-Lal Shahpur,Distt-Darbhanga-846005

مدرسہ ہذا لڑکیوں کے لئے مشہور و معروف اقامتی ادارہ ہے جس میں درجۂ حفظ، قرأت، عالمہ کورس، وسطانیہ، فوقانیہ اور مولوی کی پڑھائی کے ساتھ عصری تعلیم، نرسنگ (پانی چڑھانا، بی پی جانچنا، شوگر جانچنا، انجیکشن لگانا وغیرہ) کمپیوٹر، سلائی، کڑھائی وامور خانہ داری کی تربیت کا اسلامی ماحول میں عمدہ نظم ہے، اس ادارہ کے عزائم میں یہ ہے کہ اس کے ذریعہ قوم کی بچیوں کے اندر اتنی صلاحیت پیدا کی جاسکے جس سے وہ قرآن وحدیث کو سمجھیں اور اس سے استفادہ کے قابل بن سکیں، عصری تعلیم کے میدان میں قوم کی بچیاں نمایاں کامیابی حاصل کرسکیں اور معاشرہ میں وہ ایک باشعور بیٹی، وفادار بیوی، باحیا بہن اور ایک باوقار ماں کا کردار ادا کرسکیں۔اس ادارہ میں داخلہ کی خواہشمند طالبات اور معاونین دیئے گئے پتہ پر خط وکتابت یا مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز احمد

ناظم مدرسہ ھٰذا وسابق چیئرمین بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ

رابطہ نمبر: 7761916266/9431063286

شہر ارریہ میں 29 نومبر کو نقباء کا ضلعی اجتماع و اجلاس عام

حضرت نائب امیر شریعت کی صدارت میں طے پایا اجلاس کا خاکہ

دارالعلوم رحمانی زیرو مائل ارریہ کی وسیع جامع مسجد میں ۶/اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز جمعرات ضلع سطح کی ایک میٹنگ کا انعقاد ہوا، جس میں ضلع کے ہر بلاک کے علماء، ائمہ، ارباب مدارس اور دانشوران و ذمہ داران نے بڑی تعداد میں شرکت کی، اس میٹنگ میں ۲۹/نومبر ۲۰۲۲ء کو امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کی ارریہ آمد اور اس موقع پر ضلع ارریہ کے نقباء و نائبین امارت شرعیہ کے علماء ائمہ، ذمہ داران مساجد و مدارس، دانشوران، سماجی و سیاسی کارکنان کے خصوصی اجتماع اور اجلاس عام کے انعقاد، اس کی تیاری اور ان دونوں اجلاس کو مثالی طور پر کامیاب وبا مقصد بنانے پر غور وخوض ہوا۔میٹنگ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا، نائب ناظم امارت شرعیہ جناب مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے اپنی افتتاحی گفتگو میں خصوصی اجتماع اور اجلاس عام کے خاکہ، اس کی ضرورت اور مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس وقت ملت متنوع مشکلات اور حالات سے دوچار ہے، ایسی صورت حال میں ایک زندہ اور بیدار قوم کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنے وسائل صلاحیتوں اور فکر وآگہی سے مشکلات کا حل تلاش کریں اور موجودہ حالات میں ہر طوفان کا پوری مضبوطی کے ساتھ مقابلہ کرنے کی جرأت پیدا کریں۔ یہ دونوں اجلاس ایسے ہی مقاصد کو سامنے رکھ کر ہو رہے ہیں، تمام شرکاء نے پورے جوش ایمانی کے ساتھ اجلاس کے انعقاد کے فیصلہ کو مبارک قدم بتایا اور حوصلہ مندانہ انداز میں اجلاس کو مثالی اور معیاری انداز میں کامیاب بنانے کے عزم کا اظہار کیا، اجلاس کی کامیابی کے لئے بلاک کے ذمہ داروں کی کمیٹیاں بھی تشکیل دی گئیں اور ایک مرکزی کمیٹی بھی بنائی گئی۔اجلاس کے صدر نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی مدظلہ نے اپنے صدارتی خطاب میں اتنی بڑی تعداد میں حاضرین کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا، اور کہا کہ یہ اجلاس یقیناً ایک نعمت ہے اور حضرت امیر شریعت کی آمد ہم سب کے لئے باعث سعادت ہے۔آپ نے اجلاس کے مقاصد پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ شریعت کی حفاظت ہر مسلمان کی پہلی ذمہ داری ہے، اور یاد رکھئے کہ شریعت کے معنی راستہ کے ہیں، اور راستہ چلنے سے ہی زندہ رہتا ہے، ہم اگر چاہتے ہیں کہ میرا دین میری شریعت محفوظ رہے تو ہمیں اپنی شریعت کو زندگی میں داخل کرنے اور شریعت کی راہ پر چلنے کا فیصلہ کرنا ہوگا، ارریہ میں ہونے والے اجلاس دراصل دینی بیداری کی راہ کی طرف ایک مؤثر قدم اور شریعت پر عمل کی ترغیب کی بہترین کوشش ہے، آپ نے وقت وحالات کی مناسبت سے اہم مسائل پر روشنی ڈالی۔میٹنگ میں مختلف تنظیموں کے ذمہ داران ونمائندگان نے بھی اظہار خیال کیا اور اجلاس کے انعقاد کو وقت کی اہم ضرورت بتایا، اور اپنی ہر قسم کی جانی و مالی قربانی پیش کرنے کا یقین دلایا۔حضرت نائب امیر شریعت کی دعا پر میٹنگ اختتام پذیر ہوئی، جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ بھی میٹنگ میں شریک رہے۔

اجلاس کو کامیاب بنانے میں جناب الحاج اکرام الحق صاحب، مولانا عتیق اللہ قاسمی قاضی شریعت ارریہ، مولانا سرفراز صاحب معاون قاضی شریعت ارریہ، مولانا منیب صاحب، مولانا ظہیر الحسن شمسی صاحب مبلغ امارت شرعیہ و دیگر علماء و مبلغین نے اہم رول نبھایا۔

rs\Aadil\Downloads\final -10-10-2022.inp 10/7/2022 11:22 PM PAGE 15 (1,1)

ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

سپریم کورٹ کی کاروائی لائیو ٹیلی کاسٹ

اب عام لوگ بھی سپریم کورٹ کی سماعت براہ راست دیکھ سکیں گے۔ سپریم کورٹ نے آئینی بنچ کے سامنے مقدمات کی سماعت کے لائیو ٹیلی کاسٹ کا انتظام کیا ہے۔جن معاملات کی لائیو اسٹریمنگ کی جانی ہے،ان میں اقتصادی طور پر کمزور طبقات کے ریزرویشن، مہاراشٹر شیوسینا تنازعہ، دہلی مرکز تنازعہ شامل ہیں۔ خیال رہے کہ سپریم کورٹ میں سماعت کی لائیو اسٹریمنگ کرنے کا فیصلہ گزشتہ ہفتے ہی کیا گیا تھا۔ یہ فیصلہ آئینی بنچ کے مقدمات کی لائیو اسٹریمنگ کے لیے کیا گیا ہے۔(ایجنسی)

63 فیصد لوگ فرصت میں موبائل پر وقت گزارتے ہیں: سروے

ایک سروے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ملک کے 63 فیصد لوگ فارغ وقت میں اپنے موبائل فون پر وقت گزارتے ہیں۔ یہ حقائق ملک کی سب سے بڑے انفوٹینمنٹ ایپ، حیدرآباد میں واقع وے 2 نیوز کے ایک حالیہ سروے میں سامنے آئے ہیں۔سروے کے مطابق 51 فیصد لوگ اپنے موبائل پر ویڈیوز دیکھتے ہیں اور 29 فیصد لوگ او ٹی ٹی ایپس دیکھتے ہیں، جبکہ دیگر موسیقی سنتے ہیں۔ یہ سروے آندھرا پردیش اور تلنگانہ میں کیا گیا تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ لوگ اپنا فارغ وقت کیسے گزارتے ہیں۔سروے میں کہا گیا ہے کہ اب کورونا وائرس پروٹوکول میں نرمی آگئی ہے اور شہر کھل گئے ہیں جس کی وجہ سے سفر کرنے کا دور واپس آگیا ہے۔سروے کے مطابق 50.71 فیصد لوگ اپنی گاڑیوں سے سفر کرنے کا انتخاب کرتے ہیں۔ٹرین کا سفر، جو ملک میں طویل عرصے سے سفر کا ایک پسندیدہ طریقہ رہا ہے،اب 26 فیصد اور بس کے سفر کو 14 فیصد سے زیادہ ترجیح دی جاتی ہے۔محفوظ رہنا اور ان لوگوں کے ساتھ سفر کرنا جن کو آپ جانتے ہیں کورونا وائرس عامی وبا کے بعد مبتادل کا ایک عنصر ہوسکتا ہے۔کم از کم 31 فیصد نے کہا کہ وہ آن لائن اور ان دکانوں سے خریداری کرتے ہیں، جبکہ 29.5 فیصد نے کہا کہ وہ خریداری کرنے سے پہلے کپڑے دیکھنا اور آزمانا پسند کرتے ہیں اور دکانوں میں خریداری کرتے ہیں۔پچھلے کچھ برسوں میں غیر معمولی کورونا سے متعلق لاک ڈاؤن اور دکانوں میں قدم رکھنے سے لوگوں کی ہچکچاہٹ کی وجہ سے نقصان کا شکار ہونے والے ریٹیل اسٹورز واک اِن میں معمولی بہتری پر راحت کی سانس لے رہے ہیں۔ یہ سروے گزشتہ ہفتے دونوں تلگو ریاستوں میں وے 2 نیوز ایپ کے تلگو بولنے والے صارفین کے درمیان کیا گیا تھا۔کم از کم 3.50 لاکھ شہریوں سے سروے کیا گیا،جن میں سے 88 فیصد مرد اور 12 فیصد خواتین ہیں۔ان میں سے تقریباً 70 فیصد جواب دہندگان کی عمریں 21-30 سال کے درمیان ہیں۔(یو این آئی)

کرناٹک میں بھی حکومت نے مدارس سے متعلق رپورٹ طلب کی

کرناٹک حکومت نے محکمہ تعلیم کو ہدایت دی کہ وہ ریاست میں مدارس کی سرگرمیوں کے بارے میں رپورٹ پیش کرے، محکمہ تعلیم کے کمشنر کی سربراہی میں ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے جو مدارس کی سرگرمیوں کی تفصیلی رپورٹ پیش کرے گی۔ بی جے پی ذرائع نے بتایا کہ رپورٹ پیش ہونے کے بعد یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ مدارس پر پابندی لگائی جائے یا انہیں محکمہ تعلیم کے دائرہ اختیار میں لایا جائے۔ بی جے پی کے اندرونی ذرائع نے بتایا کہ کرناٹک میں حکمراں بی جے پی مدارس کے سلسلے میں اتر پردیش حکومت کی طرز پر مدارس پر کارروائی کرنے پر غور کررہی ہے۔ واضح رہے کہ اتر پردیش میں ریاستی حکومت نے غیر منظور شدہ مدارس کا سروے کرانے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ سروے ابھی جاری ہے۔ مدارس کے ذمہ داران نے پہلے غیر منظور شدہ مدارس کا سروے کرانے کی مخالفت کی تھی، لیکن بعد میں ذمہ داران نے سروے میں مکمل تعاون کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ یوپی میں اب درجنوں مدارس کا سروے ہو چکا ہے۔

جناب سلطان احمد چروٹنہ صلحہ کا انتقال

نہایت ہی رنج وغم اور دکھ کے ساتھ یہ خبر دی جارہی ہے کہ چروٹنہ صلحہ ضلع سمستی پور کی ایک ممتاز ملی شخصیت اور مولانا رضوان احمد ندوی کے حقیقی ماموں جناب سلطان احمد بن حاجی ریاض احمد یکم اکتوبر 2022ء کو رحلت فرما گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون ان کی عمر 70 سال کے قریب تھی۔ مرحوم کی زندگی بہت صاف ستھری اور تواضع کا نمونہ تھی، انہیں علماء دین سے بڑی گہری عقیدت ومحبت تھی۔ وہ ایک عرصہ تک کلکتہ میں فروٹ کی تجارت وکاروبار کرتے رہے اور مدارس اسلامیہ کو خصوصی عطیات سے نوازتے رہے، جب جسمانی توانائی کمزور پڑ گئی تو تجارت سے کنارہ کش ہو گئے اور کھیتی باڑی میں لگ گئے ادھر چند مہینوں سے مختلف امراض میں مبتلا ہو گئے، جس کی وجہ سے ضعف ونقاہت دن بدن بڑھتی چلی گئی، دوا وعلاج جاری تھا، مگر وقت موعود آ پہنچا اور رب ذوالجلال سے جا ملے ان کے وصال سے مولانا رضوان احمد ندوی کو صلی صدمہ پہونچا۔ قارئین کرام سے مرحوم کے لئے دعا مغفرت کی درخواست ہے۔(پریس ریلیز)

طب وصحت

موٹاپا، کیسے کم کریں؟

انسان کی یہ سوچ ہے کہ وہ اچھی صحت کے لئے ورزش اور پرہیز والی غذائیں اپنالے تو اس کی صحت بن جائے، جبکہ مقوی غذائیں اور اچھی ورزش ایک بہترین صحت کی ضامن ہیں،انسان کی مصروفیت نے اسے ان دونوں چیزوں سے محروم کردیا، وہ ہر اس چیز کی طرف راغب ہونے لگا جس سے اس کی صحت گرتی ہو، بگڑتی ہو، اس کی مصروفیت نے اسے فاسٹ فوڈ کی طرف راغب کردیا، ہر اس چیز کو اس نے اپنالیا، جو اس کا وقت بچاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ اچھی صحت سے محروم ہوکر رہ گیا ہے۔

علی الصباح بیدار ہونا، ہلکی پھلکی ورزش یا چہل قدمی سے اپنے جسم کو توانائی پہنچانا، چند قدرتی سبزیوں اور پھلوں کے ناشتے کے ذریعہ اپنے دن کی شروعات کرنا، صبح زیادہ مقدار میں پانی پینا، دن میں اچھے اور مقوی کھانے کا استعمال کرنا، رات میں ہلکا پھلکا کھانا، رات کے کھانے میں چکنے چپاٹے اور مسالے دار چیزوں سے پرہیز کرنا، رات دیر گئے کھانے اور جگنے سے پرہیز کرنا، جلدی بستر پر چلے جانا..... یہ تمام باتیں اچھی صحت کی ضامن ہیں، جو ہمارے بزرگوں کی عادت اور تہذیب رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی عمریں اچھی صحت کے ساتھ طویل ہوا کرتی تھیں، ستر سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد بھی اپنی کمر سیدھی ہی رکھ کر چلتے تھے، سینہ اور سر اٹھا کر جیتے تھے، ان میں جھکاؤ نہیں آتا تھا، یہ شائستہ زندگی کا ایک ہلکا سا خاکہ ہے جو آج تک چل رہا ہے اور چلتا رہے گا۔

ایک سائنسی مشاہدہ

نماز فجر میں مسجد کی صفوں میں ہماری گنتی کی تعداد بتاتی ہے کہ ہم کتنے صحت مند ہیں، ورنہ تو یہی وہ وقت ہے جب رب العزت صحت بانٹتے ہیں، اور ہماری حالت یہ ہے کہ رات میں دیر تک جاگ کر دیر سے سونے کی وجہ سے صبح کا یہ سہانہ وقت ہماری نیند کے لئے ''آدھی رات'' کا وقت ہوتا ہے۔

سائنس کی یہ تحقیق ہے کہ سورج نکلنے کے بعد بھی سوتے رہنے سے جسم کے اندر کئی قسم کے بائیو کیمیکلز چینجز اور گیسیں پیدا ہوجاتی ہیں جو ہماری صحت کیلئے مضر اور انتہائی نقصان دہ ہیں۔اس پر مزید تحقیق کی کوئی ضرورت اس لئے نہیں ہے کہ ہم یہی عمل کر کے دکھا رہے ہیں، سورج نکلنے کے بعد تک ہم سوتے رہتے ہیں، ہماری صحت گرتی جارہی ہے، اسپتال میں ہم ایک کثیر تعداد میں لائن میں کھڑے نظر آتے ہیں، ہمارا یہ عمل بتاتا ہے کہ یہ ہمیں کس حد تک لے ڈوبا ہے۔ بیماریوں کی کئی وجوہات ہیں، ان میں سے ایک مانی ہوئی اور ایک مشہور وجہ صبح دیر تک سوتے رہنا، اور سورج نکلنے کے بعد کا جاگنا بھی ہے۔

کھانے میں بے ترتیبی

ہماری یہ بے ترتیبی سمجھنے کیلئے آپ کو چربی اور اس کی اقسام کا سمجھنا ضروری ہے۔فیاٹ یعنی چربی، دن بھر میں ہمارے کھائے ہوئے کیلوریز سے ملنے والی طاقت کے مجموعے کا نام ہے، یہ ہمیں طاقت دیتی ہے، اس سے ہمارے سارے کام بنتے ہیں، یہ تمام باتیں اپنی جگہ لیکن ...... جب یہ ذخیرہ اپنی حد کے آگے بڑھ جاتا ہے، تو یہ بلائے جان بن کر موٹاپا نازل کرتا ہے۔ یہ جان لیں کہ ایک گرام چربی نو کیلوری کی طاقت مہیا کرتی ہے۔ چربی کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ایک ہے لکویڈ فیاٹ، جو تیل کی شکل میں ہوتی ہے، دوسری سالڈ فیاٹ جو عموماً سخت ہوتی ہے۔ایک انسان روزانہ 66 ر گرام سے زیادہ فیاٹ کا استعمال نہ کرے، اسے یوں سمجھیں کہ ہمارے کھانے سے جو طاقت ہمیں ملتی ہے، وہ مختلف غذاؤں سبزی، ترکاری، بھاجی، گوشت، مچھلی، انڈا، تیل وغیرہ سے آتی ہے۔ ہماری روزانہ کی مقدار ایسی ہو کہ چربی والی گوشت، مچھلی، انڈا، تیل جیسی غذائیں تیس فی صد ہوں اور باقی سبزی، ترکاری، بھاجی وغیرہ ستر فی صد ہو، یہ ایک صحت مند بیلنس ہے، اگر آپ اس بیلنس کو برقرار رکھیں تو آپ کو موٹاپا، کولیسٹرول اور اس سے آنے والی دوسری بیماریاں پریشان نہیں کریں گی۔ جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے، ہمارا ستر فی صد کھانا چربی والا ہوتا ہے، اور صرف تیس فی صد دوسری غذاؤں پر منحصر ہے۔ نتیجتاً ہم لوگ زیادہ کیلوریز والی غذا کھا کر اپنے موٹاپے کو بڑھاوا دیتے چلے جاتے ہیں۔

کولیسٹرول کیا ہے؟

یہ چربی کی طرح آپ کے خون میں پائی جانے والی ایک رطوبت ہے، یہ چربی نہیں ہوتی، بلکہ یہ ہمارے سارے خلیوں میں موجود ہوتی ہے جو ہمارے خلیوں کے مختلف کام انجام دیتی ہے۔جیسے چربی کو پگھلا کر ہضم کرنا، جلد میں وٹامن ڈی کا پیدا کرنا وغیرہ۔ ہمارا جسم کولیسٹرول کو لیور میں پیدا کرتا ہے۔جس طرح اللہ رب العزت نے ہمیں یہ طاقت بخشی ہے کہ کولیسٹرول کو ہمارے لیور میں پیدا کرسکیں، اسی طرح جانوروں میں بھی یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ وہ بھی کولیسٹرول پیدا کرتے ہیں، اور جب ہم جانوروں کے گوشت کا زیادہ استعمال کرتے ہیں، تو ایک مقدار میں ریڈی میڈ کولیسٹرول ہمارے جسم میں آدھمکتا ہے۔اتنا سب پڑھنے کے بعد آپ قارئین اچھی طرح جان گئے ہوں گے کہ ہمارے جسم میں کولیسٹرول بڑھتا کیوں جارہا ہے؟ پورا کولیسٹرول ہمارے خون میں تیرتا ہوا پایا جاتا ہے، ایک کیمیکل کی طرح جسے Lipoprotein کہا جاتا ہے۔یہ کولیسٹرول کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں، LDL یعنی Low Density Lipoprotein اور High Density Lipoprotein۔

LDL یہ کرتا ہے کہ لیور ہے کہ لیور میں سے کولیسٹرول حاصل کر کے جسم میں جہاں ضرورت ہے وہاں خون کے ذریعہ پہنچاتا ہے۔اگر یہ لیور سے زیادہ مقدار میں کولیسٹرول حاصل کرنا شروع کردے اور خون کے ذریعہ جہاں ضرورت ہو وہاں کولیسٹرول پہنچانے کے بعد بھی اگر افزود کولیسٹرول بچا ہو تو ایل ڈی ایل اس بچے ہوئے کولیسٹرول کو جسم کے مختلف حصوں میں چپکانا شروع کردیتا ہے۔اگر یہ افزود کولیسٹرول کی مقدار چپکتے چپکتے بڑھ جائے تو یہ ایک دیوار کی شکل اختیار کر کے خون کے بہاؤ کیلئے بلاکیج کا سبب بن جاتی ہے جو آئندہ چل کر اسٹروک یا ہارٹ اٹیک کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔اسی لئے ایل ڈی ایل کو Bad Cholesterol یعنی برا کولیسٹرول کہا گیا ہے۔اس کی مقدار جسم میں ہمیشہ کم ہونی چاہیے۔جبکہ لوگ ٹوٹل کولیسٹرول کو لے کر پریشان ہوجاتے ہیں کہ ہمارا کولیسٹرول بڑھ گیا ہے، کولیسٹرول میں اچھا والا کولیسٹرول بھی پایا جاتا ہے جسے ہم ایچ ڈی ایل کولیسٹرول کہتے ہیں۔ یہ اچھا کام یہ کرتا ہے کہ خون اور خلیوں میں جمع ہوچکے افزود کولیسٹرول کو نکال کر واپس لیور میں محفوظ کرتا ہے، اور جسم کو نقصان ہونے سے بچاتا ہے۔اسی اچھے کام کی وجہ سے اسے Good Cholesteral کہتے ہیں، جسم میں اس کی مقدار ہمیشہ زیادہ ہونی چاہیے۔

Volume:62/72,Issue:38 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے (علامہ اقبال)

ملک کدھر جارھاھے؟

پروفیسر اختر الواسع

گذشتہ چند دنوں میں ایسا لگ رہا ہے جیسے کہ مسلمان گہری آزمائش سے دوچار ہیں۔ مدارس ومکاتیب کا سروے ہو یا حجاب کو لے کر سپریم کورٹ میں بحث یا پھر مسجد ومندر کے جھگڑے اور یا پھر سرِ عام نماز کی ادائیگی کو لے کر فتنہ وفساد کا ماحول پیدا کرنا۔

مدارس ومکاتیب کے سروے پر ہمیں سرکار کی نیتی سے اختلاف نہ ہو، لیکن نیت پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ مدارس جو آپ سے کوئی مدد نہیں لیتے ہیں، ان سے کسی طرح کی جواب دہی طلب کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ ہم نے پہلے بھی کہا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ سرکار کی بے توجہی اور لاپرواہی کی وجہ سے ہمارے بوریا نشین لیکن اولوالعزم اکابر نے اپنی کمیونٹی کے بچوں میں خواندگی پیدا کرنے کے لئے تمام غربت وافلاس کے ہوتے ہوئے بھی مدارس ومکاتیب قائم کئے اور یہاں ایک بات واضح رہنی چاہیے کہ مدرسوں کا قیام اور وہاں کی تعلیم کا بنیادی مقصد مسلمانوں کی مذہبی ضروریات کی کفالت کرنا ہے۔ امام، مؤذن، قاضی، مفتی، مفسر، محدث، فقیہ اور متکلم تیار کرنا اور فراہم کرنا ان کا فریضہ رہا ہے۔ اب مدرسے کے جو فارغین جدید تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی، علی گڑھ مسلم یونیورسیٹی، جامعہ ہمدرد نئی دہلی، مدرسہ عالمیہ یونیورسٹی کولکاتا، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد اور جواہر لال نہرو یونیورسٹی نئی دہلی تک کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور اگر سرکار کو اس پر کوئی شبہ ہے تو ان یونیورسٹیوں میں فاضلین مدرسہ کا سروے کرانا چاہیے۔ مسلم زعماء نے مدارس کے سروے کو لے کر سرکار کے اعلان، نیت اور طریقۂ کار پر تنقیدیں کی ہیں اور بجا طور پر یہ سوال اٹھایا ہے کہ سروے صرف مدرسوں کا کیوں ہو رہا ہے دوسرے تعلیمی اداروں کا کیوں نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ مسلمان لڑکیاں اسکول اور کالج یونیفارم کو لے کر اعتراض نہیں کر رہی ہیں، وہ صرف اسکارف یا حجاب کے استعمال کا مطالبہ کر رہی ہیں جو کہ قرآن کی سورۂ نور کے مطابق ہر مسلمان خاتون کے لئے لازم کیا گیا ہے اور اس طرح یہ ان کے عقیدے کا حصہ ہے۔ اور کس کا کیا عقیدہ ہے؟ ایک جمہوری ملک میں اس کو اس کا فیصلہ کرنے کا پورا اختیار ہے۔ اس میں کسی کو غیر ضروری مداخلت کا حق نہیں دیا جاسکتا۔ افسوس تو یہ ہے کہ حقائق سے زیادہ جذباتیت اور اپنے انتہا پسندانہ طرزِ فکر وعمل سے ایک اقلیت کو خوفزدہ کرنا مقصود ہے اور بیٹیاں بچاؤ اور بیٹیاں پڑھاؤ کے نعرے کی نفی مقصود ہے۔ کچھ لوگوں کو شاید اس بات کی تکلیف ہے کہ مسلمان بچیاں اتنی بڑی تعداد میں ذوق وشوق کے ساتھ نہ صرف تعلیم کے لئے آگے آرہی ہیں، بلکہ زندگی کے ہر میدان میں ملک وملت کے لیے فخر کا باعث بن رہی ہیں۔

اسی طرح فرقہ پرستوں کو لگتا ہے کہ ہندوستان بھر میں اکثر مساجد اور عیدگاہیں مندروں کو منہدم کر کے تعمیر کی گئی ہیں اور اس لئے ان کے خلاف عدالتوں میں پٹیشن ڈالے جا رہے ہیں اور اس کی وجہ سے ملک بھر میں ایک ہیجانی فضا پیدا ہو رہی ہے جو کہ ملک کی سماجی ہم آہنگی اور معاشی ترقی دونوں کیلئے نقصان دہ ہے۔ ہمیں یاد ہے کہ آر ایس ایس کے سربراہ موہن بھاگوت نے کچھ دنوں پہلے کہا تھا کہ مخصوص حالات و وجوہات کی بنا پر سنگھ پریوار بابری مسجد کے تنازعہ میں ایک فریق کی حیثیت سے شامل ہوا تھا لیکن اب ایسے کسی قضیہ میں ہمارا حصہ دار بننے کا سوال نہیں اٹھتا۔ انہوں نے اسی موقعے پر یہ بھی کہا تھا کہ یہ ہر جگہ کیا شیولنگ تلاش کرتے پھر رہے ہو؟ سنگھ کے سربراہ کے اس قدر واضح اور واشگاف انداز سے سب کچھ کہہ دینے کے باوجود ایسا لگتا ہے کہ کسی پر کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔ سب سے زیادہ تعجب اور افسوس کی بات مرکزی حکومت کے ذمہ داروں کی خاموشی کی ہے۔ 1991 کے عبادت گاہوں کے تحفظ کے قانون کی جس طرح نفی کی جارہی ہے اس سے آنے والے دنوں میں جو صورتحال پیدا ہوسکتی ہے وہ اس ملک کی مذہبی رواداری، جمہوری عمل کی پاسداری اور پارلیمانی نظام کی ناقدری کا سبب بنے گی اور اگر خدانخواستہ ایسا ہوتا ہے تو یہ کسی کے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔ آج سے کوئی ایک صدی سے زیادہ پہلے اکبر الہ آبادی نے کہا تھا کہ:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

اب تک اکبر کے اس شعر کو تفنن طبع کا اظہار سمجھا جاتا تھا لیکن کچھ دنوں سے یہ شعر جگہ جگہ حقیقت حال کا مظہر بنتا جارہا ہے۔ اگر ایک طرف کسی شاپنگ مال، ریلوے اسٹیشن، بس اسٹینڈ یا سڑک کے کسی کونے میں نماز کے وقت نکلنے اور قضا ہوجانے کے ڈر کے مارے کچھ لوگ اپنے اس مذہبی فرض عین کو ادا کر لیتے ہیں تو فوراً بجرنگ دل اور وی۔ اچ۔ پی اور ان جیسی تنظیموں کے لوگ اسے موضوع بنا کر ایک سماجی فساد پیدا کر دیتے ہیں اور افسوس یہ ہے کہ نظم ونسق کو نافذ کرنے والی مقامی ایجنسیاں بھی ان کی بھرپور مدد کرتی ہیں۔ ایک ایسے ملک میں جہاں کی پہچان ہی مذہبی رنگارنگی سے ہوتی ہو، جہاں ہوائی اڈوں پر بھی عبادتوں کے لئے گوشے فراہم کئے جاتے ہوں، وہاں ایسی کسی صورت حال کو پیدا کئے بغیر کہ جب عام زندگی اس سے متاثر ہوتی ہو، جب لوگوں کے آمد ورفت میں کوئی رکاوٹ پیش آتی ہو، نماز کی ادائیگی کس طرح سے پریشانی کا سبب ہوسکتی ہے؟ اور آزادی کے 75 برسوں میں اگر پریشانی کا سبب 70 سال سے زیادہ عرصے تک نہیں ہوا تو آج اچانک یہ سب کچھ کیوں آنکھوں میں کھٹک رہا ہے اور ایک مخصوص سوچ کے ماننے والے اس پر مرنے مارنے کو کیوں تیار ہوتے جارہے ہیں اور اکثر حکومتیں بھی ان کا ہی ساتھ دیتی نظر آرہی ہیں۔

اس ساری صورت حال میں ہمارا مسلمانوں کو یہی مشورہ ہوگا کہ وہ صبر وتحمل کا مظاہر کریں۔ اللہ رب العزت سے مدد چاہیں کہ وہ ہندوستان جنت نشان کو ہر طرح کے عناد وفساد اور تعصب ونفرت سے محفوظ رکھے۔ ساتھ ہی ہم مرکزی اور ریاستی حکومتوں سے بھی یہ استدعا کریں گے کہ وہ مسلمانوں سے ایک بامعنی اور ایماندارانہ مکالمے کا آغاز کریں، کیونکہ کسی بھی سماجی گروہ کا اندر ہی اندر گھٹتے رہنا اور خوف کا شکار ہونا نہ اس طبقے کے لئے اچھا ہے اور نہ ملک کے لئے۔ اگر ملک کو سچ مچ آگے بڑھنا ہے اور جس طرح اس نے اپنی خارجہ پالیسی میں امتیاز حاصل کیا ہے اسی طرح داخلی سطح پر بھی اسے سب کے ساتھ یکساں سلوک اپنا کر ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیے کہ ہر ہندوستانی ایک بار پھر یہ کہہ اٹھے کہ:

ہے رنگ لالہ و گل نسریں جدا جدا
ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے

مدارس کا سروے اور میڈیائی شرانگیزی

محمد عظیم فیض آبادی

اس وقت مدارس اسلامیہ اور مسلمانوں کے دینی نظام تعلیم کو جس طرح نشانہ بنایا جارہا ہے اور اس کو بند کرنے یا محدود کرنے اور اس کے نظام کو تبدیل کرنے کی سرکار کی جو مہم چل رہی ہے، اس سے کون ناواقف ہوگا اس درمیان خصوصا جب سے اترپردیش سرکار نے مدارس کے سروے کا اعلان کیا ہے سناٹھی اور بکاؤ میڈیا نے جس طرح مدارس کو بدنام کرنے کے لئے اپنی گندی ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے وہ انتہائی تکلیف دہ اور مدارس کی کردارکشی کے ساتھ ساتھ مدارس اور اہل مدارس کے ساتھ ظلم ہے، نیز مدارس کی ملکی خدمات اور جنگ آزادی میں مدارس کی قربانیوں کو فراموش کرنا سراسر ناانصافی ہے، لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ نفرت کی سوداگری کرنے والے اور سماج میں مذہبی منافرت پھیلانے والے میڈیا کو کسی نے انھیں کی زبان میں انھیں منہ توڑ جواب نہیں دیا، مرعوبیت کا یہ عالم ہے کہ کسی کو یہ ہمت نہیں ہوئی کہ ان سے یہ سوال کرے کہ آپ کس کی اجازت سے آئے ہیں، اور یہ سوال کرنے کا حق آپ کو کس نے دیا، سرکار صرف مدارس کا سروے کیوں کرانا چاہتی ہے اس کے علاوہ تمام ذاتی ادارے چاہے مذہبی ہوں یا غیر مذہبی اس کا سروے کیوں ضروری نہیں، آپ اس سے پہلے بھی مدرسوں میں کیوں نہیں آئے اچانک آپ کو مدرسوں پر ترس کیوں آنے لگا اگر واقعی آپ کو یا سرکار کو مسلم بچوں سے ہمدردی ہے ان کو ترقی یافتہ دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ بتائیں کہ مدرسوں میں 3 سے 4% فیصد آنے والے بچوں کے علاوہ باقی 94% 97% فیصد مسلم بچے جو اسکول کالج ویونیورٹیوں میں جاتے ہیں، ان کے بارے میں بھی سرکار کو کیوں فکر نہیں ہوتی؟

میڈیا جو آج گلی کوچوں میں مدرسوں میں اپنا مسالہ دار خوراک تلاش کرتا پھر رہا ہے وہ ان بچوں کی بدحالی بے روزگاری کو اجاگر کرنے کی بھی ادنیٰ کوشش بھی کیوں نہیں کرتا، ایک بڑی تعداد جو اپنی غربت وافلاس کی وجہ سے نہ اسکول وکالج کا رخ کرتی ہے اور نہ مدرسوں کا منہ دیکھتی ہے، ان کی فکر کون کرے گا، سرکار کو ان کی فکر کب ہوگی، اسٹوڈیو میں بیٹھ کر نفرت انگیز دنگل کرنے والی میڈیا پورے ملک میں گھوم کر ان کی ابتری اور بیگانگی پر سرکار کو کیوں نہیں گھیرتی، میڈیا والے جو آج ہمدردی کا چولہ پہن کر گھوم رہے ہیں وہ سرکار سے کیوں سوال نہیں کرتے؟ سرکار اور میڈیا کو اگر واقعی سچی ہمدردی ہے تو سچر کمیٹی کی رپورٹ آج کیوں سرد خانے میں پڑی ہے اس پر سرکار کیوں عمل نہیں کرتی؟ مسلمانوں کو ریزرویشن دینے کیلئے قانون کیوں نہیں بنا دیتی؟ جو مدرسے ایڈڈ ہیں ان مدرسوں کا کیا حال ہے تعلیمی ابتری، انتظامی امور، صفائی ستھرائی اور دیگر انتظامات کی صورت حال پر سرکار کو آئینہ دکھانے کیلئے میڈیا وہاں کب جائے گا؟ آپ نے ان کا بھی سروے کیوں نہیں کیا تا کہ پہلے اس کو بہتر بنایا جاسکے جس کے نام پر خود سرکار کروڑوں روپئے خرچ کر رہی ہے؟ اس کی بدحالی پر میڈیائی گروہ نے بھی سرکار سے سوال کیوں نہیں کیا..؟ اس میں پڑھانے والے ٹیچرس کی تنخواہیں کتنے کتنے مہینوں تک نہیں ملتی بھی سرکار سے آپ نے پوچھنے کی ہمت کیوں نہیں دکھائی؟ اگر میڈیا اور سرکار کو مدرسوں میں پڑھنے والوں سے زیادہ پیار آگیا ہے تو آپ پورے ملک میں سرکاری محکموں میں جہاں جہاں اردو لکھنے پڑھنے کا کام ہے وہاں مدرسوں کے فارغین کے لئے آسامیاں کیوں نہیں خالی کی جاتی؟

اردو ٹیچروں کے نام پر ہونے والی بحالی کو مدارس کے لئے مخصوص کیوں نہیں کر دیا جاتا؟ مدرسے کی سند کو پورے ملک میں آپ گریجوشن درجے کی منظوری کیوں نہیں دیتے؟ آج میڈیا والوں کو بھی مدرسوں کی یاد آگئی، میڈیا والوں نے بھی یہ جاننے کے لئے کیوں سروے نہیں کیا کہ اس ملک کی آزادی میں انھیں مدارس کا سب سے اہم کردار رہا ہے۔

اترپردیش میں پرائمری اسکولوں کی جتنی بدتر حالت ہے، سرکار اسے درست کرنے کی فکر کیوں نہیں کرتی...؟ اور میڈیا اس کی بدحالی کے بارے میں سرکار کو کٹہرے میں کیوں کھڑا نہیں کرتا...؟ پھر مدارس ہی کا سروے کیوں؟ دیگر پرائیویٹ اسکول کالج کا سروے کیوں ضروری نہیں ہے؟ یہ سب سوالات سرکار کی نیت پر سوال کھڑا کرتے ہیں اس کے علاوہ سرکاری محکموں میں رشوت کی گرم بازاری کب ختم ہوگی، ملک کو اس سے کب نجات ملے گی پرائمری میں بچوں کے کھانوں میں ہونے والے گھوٹالوں بدعنوانیوں کا سروے کب ہوگا؟

WEEK ENDING-10/10/2022, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے